بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ و السلام علیك یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

ٹیلی ویژن دیکھنا کیسا؟

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

مقدمہ

ٹی وی، ویڈیو، ریڈیو کا مرض وبا سے بڑھ کر ہے۔ اس کا علاج تو اُس وقت ہو جب بیمار مرض کے ازالہ پر رضا مند ہو۔ جب مریض خود اسے شہد و شیریں پر فوقیت دے تو اس کا کیا علاج؟ لیکن بیماری چونکہ مہلک ہے، اس لئے بیمار نہ بھی چاہے تب بھی ڈاکٹر کا کام ہے اس کے ازالہ کے اسباب تو بتائے۔ ممکن ہے کوئی مریض اپنی صحت کی طرف توجہ دے۔ اس لئے یہ رسالہ مرتب کیا گیا اور اس کے چند ابواب ترتیب دیئے۔

(۱) اُخروی رغبات

(۲) دنیوی نقصانات

(۳) احکام و مسائل فقہیہ

(۴) سوالات و جوابات

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ علی حبیب الکریم الرؤف الرحیم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

انسان عالمِ علوی کا مسافر

انسان اس عالمِ سفلی (دنیا فانی) میں چند روز سیر و سیاحت کرکے واپس چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق متعدد مقامات پر کہیں ارشادات، کہیں تصریحات سے بار بار فرمایا:

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ

ترجمہ: ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اُسی کی طرف پھرنا ہے۔ (پارہ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۵۶)

راجعون رجوع سے ہے۔ اس کے معنی ہیں جہاں سے آیا، بعینہ وہیں جانا۔ لیکن یہ دنیوی زندگی پر موقوف ہے کہ کردار نیک تو علیین میں ورنہ سجین میں۔ علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے، جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں، نہ نوری ہے نہ ناری ہے

باب اوّل

دنیوی زندگی کی غرض و غائۃ

اس دنیا میں ہم صرف سیاحت کے لئے آئے ہیں۔اس کی اصلی غرض عبادتِ الٰہی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○

ترجمہ :اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔ (پارہ ۲۷،سورۃ الذاریات،آیت ۵۶)

اسی لئے ہر انسان پر لازم ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبے اسی عبارت کے تابع کرے۔ یہاں تک کہ سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے تمام شعبے اس بنیادی مقصد کے تابع اور مطیع بنائے اور خود پر اتنا کنٹرول کرے کہ ارتقاء روحانی کے سامان بن سکے اور مرنے کے بعد سجّین کا قیدی نہ بننا پڑے۔انسان پر لازم ہے کہ کوئی ایسا عمل جو اُسے اصل غرض وغایت کے خلاف سامنے آئے یا اس فعل کا سبب بنے تو اسے نہ صرف نفرت کی نگاہ سے دیکھے بلکہ اُس سے کوسوں دُور بھاگے کہ کہیں مرنے کے بعد اصل منزل کہ یہاں سے آیا ہے اس سے محروم ہو کر جہنم کا ایندھن نہ بن جائے۔

ٹی وی، ریڈیو اور ویڈیو

کون نہیں جانتا کہ ان تینوں میں ایسے تباہ کن عناصر ہیں جو معمولی سی لذت سے قطع نظر انسان کو دنیا اور آخرت میں ناکارہ بنادیتے ہیں اسلام کے علاوہ ہر مذہب نے لغویات وتفریحات اور کھیل کود پر پابندی لگائی ہے بالخصوص وہ لہو ولعب جو انسان کو غافل کردے اللہ تعالیٰ سے اسے تو اسلام نے زہر سے بدتر بتایا ہے۔ٹی وی، ویڈیو کے شوقین معترف ہیں کہ مذکورہ بالا ریڈیو، ٹی وی اور ویڈیو میں لہو ولعب کے سوا ہے کیا اور لہو ولعب سے پرہیز کی آیات واحادیث بے شمار ہیں۔مسلمان کے لئے تو ایک ہی آیت کافی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ط

ترجمہ :اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود۔ (پارہ ۲۱،سورۃ العنکبوت،آیت ۶۴)

اور فرمایا

وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى

ترجمہ :اور ڈروالوں کے لئے آخرت اچھی۔ (پارہ ۵،سورۃ النساء،آیت ۷۷)

فائدہ

آیت مذکورہ نیز دیگر آیات واحادیثِ مبارکہ سے بالکل واضح ہے کہ بے کار اموراور نکمے کھیل کود اور فضول تفریح اور دل لگی کو بالکل پسند نہیں فرمایا گیا۔ایسی باتوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول ﷺ لہو ولعب سے تعبیر فرماتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ریڈیو، ٹی وی اور ویڈیو انسان کو اکثر بے کار ونکما، لاپرواہ، غافل اور غیر ذمہ دار بنادیتے ہیں۔

خرابیاں

ریڈیو، ٹی وی میں قطع نظر تضیع اوقات کے اُن میں اکثر امور مخرب اخلاق پر مبنی ہیں اور اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب نے بھی مخرب اخلاق امور کو نہ صرف نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے بلکہ سختی سے روکا اور سخت وعیدیں سُنائی ہیں۔ قرآن مجید واحادیث میں بعض کھیلوں مثلاً شطرنج، مصوری، موسیقی، رقص اور سُر وروغیرہ کے بارے میں کسی مصلحت کے بغیر ممانعت فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

ترجمہ : اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں۔ کہ اللہ کی راہ سے بہکادیں بے سمجھے۔اور اسے ہنسی بنالیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ (پارہ ۲۱، سورۃ القمان، آیت ۶)

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

ترجمہ : اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر کرتا ہوا پھرے۔جیسے انہیں سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ٹینٹ ہے۔ تو اسے دردناک عذاب کا مژدہ دو۔ (پارہ ۲۱، سورۃ القمان، آیت ۷)

فائدہ

آیتِ مذکورہ میں دردناک عذاب کی جو خبر دی گئی ہے اس کا اطلاق صرف موسیقی ورومانی ناولوں پر ہی نہیں بلکہ تمام اشیاء اور اُن سرگرمیوں پر بھی ہے جو لہو ولعب فضولیات لغویات اور یادالٰہی عزوجل سے انحراف پر مشتمل ہوں۔اگر صرف موسیقی اور انسان کے جرائم پر دردناک عذاب پر وعیدیں دی گئی ہیں تو اس کا اطلاق ایسے ادارے پر وسعت کے ساتھ ہوگا جو بہت سی برائیوں کا سرچشمہ ہے۔پس فقہ اور اسلامی قانون کے اصولوں کی رُو سے ٹیلی ویژن بخوبی مذکورہ بالا آیات کے دائرہ میں آتا ہے بلکہ علماء کرام تو فرماتے ہیں کہ تاش، شراب بلکہ تمام کھیل کود کے آلات بیچنا بھی منع ہے اور

خریدنا بھی ناجائز، کیونکہ یہ آیت اُن خریداروں کی برائی میں اتری ہے۔اس طرح ناجائز ناول، گندے رسالے، سینما کے ٹکٹ تماشے وغیرہ کے اسباب سب کی خرید وفروخت منع ہے کہ یہ تمام لہوالحدیث ہیں اور یہ آیت نضر ابنِ حارث ابنِ کلدہ کے متعلق نازل ہوئی جو تجارتی سفر میں باہر جاتا وہاں سے عجمیوں کے ناول، قصے کہانیاں خریدتا۔ مکہ والوں سے کہتا کہ تم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم عاد وثمود کی کہانیاں سُناتے ہیں تم کو رسم اسفندیار اور شاہانِ عجم کی کہانیاں سُناتا ہوں۔ بلکہ صوفیاء کرام جو چیز اللہ کے ذکر سے غافل کرے وہ بھی لہوالحدیث میں داخل کرکے حرام کہتے ہیں۔ دیکھواذانِ جمعہ کے بعد تجارت اور دینوی مشاغل جو نماز کی تیاری سے روکیں وہ لہو ہے۔حتیٰ کہ زن وفرزند(زوجہ واولاد) بھی یونہی اگر اللہ کے کام کے لئے آڑ بنے تو لہو ہے، اس آڑ کو پھاڑ(نظر انداز کر) دو۔صاحب روح البیان نے فرمایا باجا حرام لغو ہے، لہو ہو تو حرام ہے ورنہ نہیں۔ دیکھوشادی کے نقارے جائز ہیں کیونکہ لہو نہیں ہیں، اسی طرح قوالی لہو کے طور پر ہوں تو حرام ہے۔

انتباہ

آیت میں گمراہ کرنے والے کے لئے زیادہ دردناک عذاب کی خبر دی گئی ہے کہ بعد کی تمام گمراہیوں کے عذاب اس پر پڑے گا مثلاً نضر بن الحارث پر سخت عتاب اس لئے ہے کہ وہی مخرب اخلاق کتابیں مکہ میں لایا۔

اسی طرح ریڈیو، ٹی وی، ویڈیو کے دیکھنے کے بعد جتنی خرابیاں اور مفاسد اور گناہ وجرائم جن سے سرزد ہونگے ان سب کا گناہ ریڈیو، ٹی وی، ویڈیو خریدنے والے اور گھر کے سربراہ پر ہوگا۔اب وہ خود سمجھ لے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دردناک عذاب کی برداشت رکھتا ہے۔

بعض نادانوں نے محض طفلِ تسلی(بہلاوے) کے طور پر اس کے جواز کا سہارا ڈھونڈا ہے۔ہمیں ان نادانوں کے دلائل سے غرض نہیں اور نہ ہی اُن کے جواز بتانے سے بحث۔ایسے نادان ہر دور میں ہوتے ہیں۔اکبر بادشاہ کو بھی ایسے نادانوں نے تباہ کیا۔ہمیں ٹی وی وغیرہ کی جو خرابیاں اور شرعی مقاصد سمجھ آئے ہیں عرض کر دیتے ہیں۔

اوپر دیئے ہوئے جملہ دلائل کے باعث ٹیلی ویژن کو شرعی لحاظ سے ہرگز جائز نہیں کہا جا سکتا، اس کے مہلک ومضر اثرات تباہ کن ہیں۔اس سے بداخلاقی وبے راہ روی کا جو درس دیا جاتا ہے وہ انسان کے اخلاقی ضابطے کو پرزے پرزے کر دیتا ہے اس لئے اسلام ٹیلی ویژن جیسے گمراہ کن ادارے کو ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔اس حقیقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ ٹی وی آدمی کو ذکرالٰہی سے غافل کر دیتا ہے۔

علاوہ ازیں ٹیلی ویژن سے بہت سی برائیاں اور غیر اخلاقی عوامل جنم لیتے ہیں جن کا ذکر مندرجہ بالا حدیث میں کیا

گیا ہے۔ٹی وی میں غیر اسلامی اور خلافِ شرعی عناصر کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

۱۔ جاندار اشیاء کی تصاویر اور مصوری جن میں انسانوں کی تصاویر بھی داخل ہوتی ہیں۔

۲۔ موسیقی۔

۳۔ فسق و فجور، عریانیت، خلافِ شرعی حرکات، فحاشی وغیرہ۔

۴۔ جنسی محبت کے اظہار کے دلپذیر جملے۔

۵۔ محرکِ جذبات مناظر۔

۶۔ شرم و حیا کی نفی۔

۷۔ جرم و تشدد اور جرائم کے مناظر۔

۸۔ بری عادات کو پختہ کرنے کے لئے ٹیلی ویژن سے بار بار حیاء سوز سبق دیا جاتا ہے۔

۹۔ جارحیت کو کردار کی خوبی کے طور پر قبول کرنے کی حوصلہ افزائی۔

۱۰۔ پرگراموں میں پیش کئے جانے والے جرائم کی نقل پر اترانے کی ترغیب۔

۱۱۔ دماغی تطہیر والے پروگرام خصوصاً نوجوان نسل کے لئے۔

۱۲۔ ذہنی ارتقاء میں رکاوٹ ڈالنا۔

۱۳۔ وقت کا ضیاع۔

۱۴۔ فرد کے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں مداخلت۔

۱۵۔ فرد کے دنیوی اہم کاموں میں مداخلت۔

۱۶۔ فرد کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنا۔

۱۷۔ اس کا شمار ان اشیاء میں ہوتا ہے جنہیں اسلام نے لہو قرار دیا ہے۔

ان ہولناک خرابیوں اور برے اثرات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ٹیلی ویژن کے خلاف اسلام ہونے میں کسی کو شبہ نہیں ہوسکتا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ٹیلی ویژن فی زمانہ گناہ اور بداخلاقی کا درس دیتا ہے۔ اسلام کسی ایسے ادارے کو ہرگز برداشت نہیں کرسکتا جو انسانیت کے روحانی، ذہنی اور اخلاقی ارتقاء میں سدِ راہ بنے۔ ٹیلی ویژن کے نتائج و اثرات انسان پر انتہائی تباہ کن ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ٹیلی ویژن پوری قوم کو اخلاقی، تہذیبی اور روحانی طور پر تہہ و بالا کر رہا ہے۔

اس کے اثراتِ بدقوم کے اخلاق پر گندگی کا شکار ہو رہے ہیں۔

ٹیلی ویژن کی شوقین قوم بے راہ روی اور جرائم میں مبتلا ہوتی جا رہی ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے لئے کھیل کود باطل اور ناجائز ہے، ماسوائے تین مواقع کے۔ اولاً گھوڑے سدھانا جہاد کے لئے، ثانیاً تیر کمان کے ساتھ نشانہ بازی کی مشق، ثالثاً بال بچوں کے ساتھ شغل۔ چونکہ شطرنج ایسا کھیل ہے جو انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہٹا دیتا ہے، اس سے انسان نمازِ باجماعت سے محروم رہتا ہے اس لئے یہ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو چیز تمہیں یادِ الٰہی سے باز رکھے وہ جوا ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول ہے کہ جو لوگ شطرنج کھیلنے میں مصروف ہوں (انہیں سلام کرنا جائز نہیں اس طریقے سے) انہیں تنبیہ کرنا مقصود ہے۔ (ہدایہ و دیگر کتبِ فقہ)

مذکورہ بالا اقتباس یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ دل بہلانے اور تفریحِ طبع کی چیزیں اسلام میں ممنوع ہیں ان کی ممانعت کے اسباب کو اختصار کے ساتھ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ یہ لغو اور بے کار باتیں ہیں جن سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

۲۔ یہ انسانوں کی توجہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہٹاتی ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت ہی انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ہے۔

۳۔ یہ انسان کی عبادت میں مخل ہوتی ہے۔ اس سے نماز میں لاپرواہی اور نمازِ باجماعت سے محرومی کا سبب بنتی ہے۔

۴۔ یہ انسان کو اس کے فرائض سے غافل کرتی ہے۔ تفریحات اور کھیل تماشے پر اسلامی پابندی کا اطلاق ان تمام صورتوں اور دیگر سرگرمیوں پر ہوتا ہے جن میں مذکورہ بالا عناصر شامل ہیں۔

رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہر قسم کے غیر منفعت بخش بہلانے والے اشغال اور تفننِ طبع کے اسباب کا احاطہ کرتی ہے۔

مومن کے لئے کھیل کود باطل ہے۔ دنیا کا ہر کھیل باطل ہے باستثناء تین کھیلوں کے (یہ حدیث پہلے نقل کی جا چکی ہے)

متذکرہ بالا چار عوامل کے علاوہ اور بہت سی خرابیاں ٹیلی ویژن کی بدولت جنم لیتی ہیں۔ تحقیق سے ٹیلی ویژن کے منفی اثرات ثابت کر دیئے ہیں۔ ٹی وی اپنے ناظرین میں نشہ کی ایسی کیفیت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ خدا کی یاد سے غافل اور بعض انتہائی اہم چیزوں سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں۔ اسلام نے شطرنج کے کھیل کو اس کے دو تین ضرر رساں عوامل کے

سبب ممنوع ٹھہرایا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ٹیلی ویژن جو کہ بہت سی خرابیوں کا منبع ہے وہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کی بعض صالح خصلتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا o وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا o وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖۗ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا o اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا o وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا o وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا o یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا o اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓىٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا o وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا o

ترجمہ: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔ اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں بس سلام۔ اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں۔ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بیشک اس کا عذاب گلے کا غل ہے۔ بیشک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں۔ اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے۔ اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی۔ ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔ بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن۔ اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے۔ اور ایمان لائے۔ اور اچھا کام کرے۔ تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیے تھی۔

(پارہ ۱۹، سورۃ الفرقان، آیت ۶۳ سے ۷۱)

فائدہ

ان آیات میں اللہ تعالٰی نے جہاں نیک لوگوں کی تعریف فرمائی ہے وہاں برے لوگوں کی برائی اور اس کی سزا کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ ایسی سزا آج جس کا صرف نام سن کر نازک مزاج انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن جس حال میں یہی نازک مزاج دوست زندگی بسر کر رہے ہیں خدا نہ کرے اگر یہی سزا اس کے نام قرعہ نکل آئے تو کیا کرے

گا۔ اس لئے ہمارا مشورہ ہے اگر کوئی قبول کرے اور اپنے تمام کئے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ ایسی خرابیوں (گناہوں) کے قریب نہ بھٹکے۔

شاباش، بندۂ خدا شاباش!

ٹی وی کے لغویات کو سرے سے منہ نہ لگانے والوں کی اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی چنانچہ فرمایا۔

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِى الْجٰهِلِيْنَ ٥

ترجمہ : ان کو ان کا اجر دوبالا دیا جائے گا۔ بدلہ اُن کے صبر کا۔ اور وہ بھلائی سے برائی کو ٹالتے ہیں۔ اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ (پارہ ۲۰، سورۃ القصص، آیت ۵۵)

فائدہ

سچ مانو تو آج کل کے تمام لوگوں کے طریقہ کار کا نقشہ کھینچا گیا ہے مثلاً جو ٹی وی کے عاشق ہیں اور انہیں جب ہمارے جیسے باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں لیکن جسے یہ مرض لگ گیا ہے وہ کس کی مانے! اسی لئے تلقین کرنے والا آپ کی نصیحت سے تنگ آ کر وہی کہتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ گویا یہ بھی قرآن کا ایک معجزہ ہے جو چودہ سو سال کا معاشرہ یہ شکل اختیار کرے گا اس لئے پہلے ہی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے دورِ حاضر کا پورا پورا حال صدیوں پہلے ایک ایک کر کے بتایا ہے۔

ہمہ گیر بیماری ویڈیو، ٹی وی

یہ بیماری علاقائی ہوتی تو علاج کیا جا سکتا تھا یہاں تو ٹیلی ویژن مشرقی ہو یا مغربی فرد کی روزمرہ کی زندگی میں بڑی حد تک داخل ہو گیا ہے۔ خصوصاً ٹی وی اسٹیشنوں اور رنگین سٹیوں کی بہتات کے بعد اس کا عمل اور بڑھ گیا ہے۔

بعض ممالک کے برعکس کہ وہاں صرف مقامی اسٹیشن کے پروگرام ہی دیکھ سکتے ہیں کیونکہ دوسرے اسٹیشن لگنے کے لئے بوسٹر وغیرہ کا انتظام نہیں ہوتا۔ خلیجی ممالک میں قریبی سات اسٹیشن بڑی آسانی کے دیکھے جا سکتے ہیں۔ مصر میں تین مقامی اسٹیشنوں کے علاوہ کئی قریبی ممالک کے اسٹیشن بھی تھوڑی سی کوشش کے بعد دیکھے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح مراکش میں مقامی اسٹیشن کے علاوہ بوسٹر کی مدد سے یورپ کے ان ممالک کے اسٹیشن دیکھے جا سکتے ہیں جو فرانسیسی، اٹلی، ہسپانوی اور انگریزی زبانوں میں اپنے پروگرام پیش کرتے ہیں۔

خیال کیا جاتا ہے کہ اگلے پانچ دس سالوں میں مصنوعی خلائی اسٹیشنوں کے قائم کئے جانے سے پسند کا یہ دائرہ اور

بھی وسیع ہو جائے گا اور ٹی وی کے ناظرین فقط بٹن دبانے سے ٹوکیو، آسٹریلیا، پیرس اور نیویارک کے پروگرام بغیر کسی مشکل کے دیکھ سکیں گے اور ٹی وی بھی ریڈیو کی طرح عام اور سہل ہو جائے گا بہر حال اس وقت ہمارا موضوع بچے ہیں کہ ٹی وی اُن پر کس طرح سے اثر انداز ہوگا اور مستقبل میں کیا اثر کرے گا۔

تمام متمدن ممالک کی طرح تمام عرب وعجم ممالک کے بچے بھی شوق سے ٹی وی کی نشریات دیکھتے ہیں اس کے علاوہ بعض جگہوں پر جہاں ٹی وی اسٹیشن نہیں ہیں یا ٹی وی کی نشریات وہاں صاف دکھائی نہیں دیتیں تو اس کی کمی وڈیو سے پوری کی جاتی ہے جب کہ انتشار اور ذہنی پراگندگی پھیلانے میں وڈیو کا ہاتھ زیادہ ہے اگرچہ اس کا استعمال مغربی ممالک میں بھی ہے مگر خلیجی ممالک میں تو اس کی بہتات ہے تقریباً ہر گھر میں پایا جاتا ہے اور یورپ سے زیادہ وہاں استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر ہم بچوں کے وقت کا اندازہ لگائیں جو وہ بچوں کے پروگرام عام پروگرام اور وڈیو دیکھنے میں صرف کرتے ہیں تو اندازہ یہ ہے کہ روزانہ چار گھنٹے اس پر صرف ہوتے ہیں جو ہفتہ میں اٹھائیس گھنٹے بنتے ہیں اور جو اس چھوٹی سی شیشے کی اسکرین کے آگے بیٹھے بیٹھے گزر جاتے ہیں پھر بچے مختلف عمروں کے ہوتے ہیں زندگی اور اس کے تصورات کو ان پروگراموں کی مدد سے جانتے اور سیکھتے ہیں۔

سوال

نئی تہذیب کے دلدادہ احباب سوال اٹھاتے ہیں کہ ٹی وی میں بہت اہم پروگرام ہوتے ہیں ٹی وی سے جو معلومات حاصل ہوتی ہے وہ کتابوں کے مطالعہ اور اساتذہ کی تعلیم سے نہیں ہوتی۔ بالخصوص نوخیز ذہن بچوں کے لئے اور زیادہ مفید ہے اسی لئے اس کے افادات پر بھی تو نظر ہو۔

جواب

اللہ تعالیٰ کی کون سی پیدا کردہ شے ہے جس میں خالق کائنات نے نفع نہ رکھا ہو۔ اسلام میں جوا اور شراب سے بڑھ کر کون سی اور بری شے ہو سکتی ہے جو اُن کے لئے منع فرمایا

مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ز

ترجمہ: لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی۔ (پارہ ۲، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۱۹)

لیکن نفع سے بڑھ کر اس کے مضرات ضرور رساں مواد پر زیادہ نظر ہوتی ہے، اسی لئے جوا اور شراب میں منافع کے باوجود اسلام نے ان کے مضرات کے پیش نظر دونوں کو حرام بتایا ہے اب اگر کوئی ان کی حلت اور جواز کی بات کر کے اس کا

منافع تو گنائے لیکن ان کے مضرات سے آنکھ چُرائے (جیسے بعض مدعیانِ اسلام پارٹیاں) کررہے ہیں بلکہ دورِ حاضر کے ٹیڈی مجتہدین اب اس قاعدہ کو ہر جائز و ناجائز مسئلہ میں استعمال کررہے ہیں۔ اس کا ایک نمونہ عرض کروں گا انشاء اللّٰہ عزوجل۔

اس طرح ریڈیو، ٹی وی کو سمجھئے۔ جہاں منافع مضرات کے آگے ہتھیار ڈال دیں تو اس وقت منافع کے حصول کا دم بھرنا بے وقوفی اور جہالت وحماقت ہے۔

نقصاناتِ ٹی وی وغیرہ

مغربی معاشرے میں بگاڑ کے چند بنیادی تشویشناک عناصر ہیں جن میں سے ٹی وی ایک سبب ہونے کی وجہ سے اس سوال کو اہم سمجھا گیا ہے۔ فلموں اور ٹیلی ویژن کے پروگراموں میں بچوں کو تشدد اور بگاڑ کی ترغیب دے کر معاشرہ کو بڑی الجھن میں ڈال دیا ہے، اس کا اثر اس نئی بود کے اخلاق و کردار، غذائی عادات، آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ سلوک، اپنے کھلونوں اور دیگر خریداری کے معاملہ میں کافی ہوا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ٹی وی کے پروگرام خواہ بچوں کے ہوں یا عام جیسے قسط وار ڈرامے، علمی پروگرام وغیرہ کس طرح بچوں پر اثر انداز ہوتے ہیں، جب کہ ہم یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ٹیلی ویژن ہماری روزمرہ زندگی کا ایک جزو بن چکا ہے۔ اگر دیکھنے کا وقت اتنا ہی ہے جتنا ہم پہلے بیان کرآئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بچہ اپنے اوقاتِ بیداری کا ایک چوتھائی حصہ ٹی وی دیکھنے میں صرف کرتا ہے یعنی اس عمر میں لے کر میٹرک کرنے تک اس کے پندرہ ہزار گھنٹے اس کام میں صرف ہوتے ہیں۔ ٹی وی کا یہ اثر تشویشناک حد تک ہے اگر معاشرہ کے ذمہ دار افراد نئی نسل سے مکمل طور پر متعارف ہونا چاہتے ہیں تو چاہئے کہ اس پہلو کا باریک بینی سے مطالعہ کیا جائے۔

شعور اور عقلی توازن کے امریکی انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ نے اس پر اپنی دس سالہ تحقیق کے تجربات شائع کئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ٹی وی کا مسلسل مشاہدہ کمزور فکر اور پست خیالات پیدا کرتا ہے، ایسے بچوں میں تحقیق اور فکر انگیزی کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔

(۲) جو ٹی وی کم دیکھتے ہیں ان بچوں میں شعوری، بیداری، جلا دینے والا فکری مواد اور تخلیقی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے بمقابلہ اُن بچوں کے جو ٹی وی زیادہ دیکھتے ہیں۔

(۳) اسی طرح اپنے تعلیمی کورس یا دوسری کتابوں میں پورے دھیان کے ساتھ سمجھنا اور پختہ مطالعہ کرنا بھی ٹی وی کے شوقین بچوں میں کم ہے۔

(۴) مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ٹی وی پروگرام اس سمجھ اور ادراک کو معطل کر دیتے ہیں جو عمدہ تعلیم و تربیت سے حاصل کئے جاتے ہیں چنانچہ ایسے بچے اپنے تعلیمی پروگرام کو پورا کرنے میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔

ٹی وی کا ضرررساں اثر کیوں؟

ہم میں سے اکثر لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ٹی وی پروگرام جہاں دل بہلانے کا سامان ہیں وہاں ان سے نئی نئی معلومات حاصل ہوتی ہیں اور فکر و شعور کے افق وسیع ہوتے ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو اس سے برے اور نقصان دہ اثرات نئی نسل پر کیوں پڑ رہے ہیں۔ اس کے اسباب حقیقی طور پر نمایاں ہو گئے ہیں اور جن کی تشریح ممکن ہے۔ والدین کرام کو سمجھنا چاہئے کہ بچے عقلی لحاظ سے ہوں یا تجربہ اور پختگی کے لحاظ سے ان کے برابر نہیں ہوتے۔ ماں ہو یا باپ ان کی نظر امتیاز کرنے والی تحقیق اور تنقیدی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ پروگرام جو ٹی وی پر دیکھ رہے ہوتے ہیں اُن کے نزدیک اتنی اہمیت نہیں رکھتے کہ ان کی غلطیوں کو بطور خاص اجاگر کر کے دکھائیں یا اس پر تنبیہ کریں کہ اس کے ساتھ وہ اس پر بھی قادر ہوتے ہیں کہ افکار اور مناظر کو آپس میں جوڑ سکیں۔ اسی طرح جلد گزار کر دکھائے جانے والے مناظر اور ان کے منطقی ربط کا بھی جلدی مطالعہ کر لیتے ہیں جب کہ بچوں کے بارے میں اغلب گمان یہی ہے کہ ان کے لئے ان مناظر کا آپس میں ربط قائم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

اسی طرح مسلسل اور مناسب وقت سے زیادہ ٹی وی دیکھنے والے بچوں کی غذا پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ بھوک کم ہو جاتی ہے۔ ٹی وی مسلسل انہماک کی وجہ سے کھانے کے اوقات بے قاعدہ ہو گئے ہیں۔ جب کہ اُن بچوں پر اس قسم کا کوئی ضرر رساں اثر نہیں پایا گیا جو ایک محدود وقت کے لئے ٹی وی دیکھتے ہیں۔

چھوٹے بچے سُدھ بُدھ بھی نہیں رکھتے کہ وہ وہم اور حقیقت یا خیال اور واقعہ میں کہ ٹی وی کے یہ مناظر حقیقی ہوتے بھی ہیں یا محض ٹی وی کی سیر ہے جیسے ڈرامے وغیرہ۔ کیونکہ ابھی انہیں اتنا شعور نہیں ہوتا کہ وہ اس وسیع انسانی معاشرہ کے مسائل سمجھ سکیں جو ان کے گھر اور اس کے مسائل سے بڑے اور گونا گوں ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ ٹی وی کے پُر لطف اور رنگین خیالی مناظر کو حقیقی سمجھ بیٹھتے ہیں مسائل بس یہی ہیں جو یہاں دکھائی گئے ہیں۔

منفی تجربہ

طویل وقت تک ٹی وی کے آگے بیٹھنے والے بچے اپنا بہت سا وقت ضائع کرتے ہیں جب کہ وہ وقت اپنی ورزش اور دوسرے جسمانی کھیل کود میں صرف کر کے صحت مند رہ سکتے ہیں۔ ٹی وی کے آگے مسلسل بیٹھنے والے اس لحاظ سے مضمحل پائے جاتے ہیں۔ پھر بچے تجربات سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ جب وہ معاشرہ میں اجتماعی طور پر بھرپور حصہ لیں گے اور حقیقی مسائل سے دوچار ہوں گے تو صحت مند ذہن نشوونما پائے گا جب کہ ٹی وی کے ناظرین بچے بعض قصے کہانیاں اور نغموں کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔

بچوں کے پروگرام

اکثر ممالک میں ٹی وی میں بچوں کے پروگرام باقی پروگراموں سے تین فیصد زیادہ نہیں ہوتے وہ بھی اس صورت میں مفید ہیں کہ وہ بچوں کے عقلی اور جسمانی نشوونما میں صحیح کردار ادا کر سکیں۔ ورنہ بچے دوسرے پروگرام دیکھتے ہیں جو اپنے مواد کے لحاظ سے ان کے ضرر رساں ہوتے ہیں جیسے پولیس کے کارنامے، جرم و سزا اور دیگر مخرق اخلاق داستانیں۔ خواہ یہ سب کی سب ٹی وی سے دیکھیں یا ویڈیو کیسٹ سے غیر صحت مند رجحان کی مشق برابر ملتی رہے گی جو معاشرہ کے لئے کڑھن اور کوفت کا باعث بنے گی۔ بعض ٹی وی پروگرام جو بڑوں کو پسند نہیں ہوتے بچوں کے لئے مفید پائے گئے۔ اس میں پروگراموں میں ریسرچ کرتے ہوئے یہ سامنے آیا کہ وہاں ایک قسط وار پروگرام بچوں کے لئے مفید پایا گیا، کیونکہ ایسے پروگرام اپنے اندر ٹھہراؤ و عدم تعجیل لئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے بچوں کو اتنا وقت مل جاتا ہے کہ وہ کہانی میں ربط اور تسلسل پیدا کر پاتے ہیں خواہ اس کی صرف بعض قسطیں ہی دیکھی ہوں۔ اس کے برعکس وہ سیریز جن کا پلاٹ اپنے اندر جلد بازی اور عدم ٹھہراؤ نہیں ہوتا ہے، سے بچے کچھ اخذ نہیں کر پاتے خواہ بچوں ہی کے مخصوص پروگرام کیوں نہ ہوں۔

تحقیقی ادارے سے سوال اٹھایا گیا کہ کیا بچے اس سے کوئی سبق آموز نتیجہ بھی اخذ کرتے ہیں یا بلا سوچے سمجھے محض کہانی رٹ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ پروگرام بچوں کے لئے نقصان دہ یا؟

ٹی وی پروگراموں کے بعض نقائص میں ایک نقص یہ بھی شمار ہوتا ہے کہ کثرت سے ٹی وی دیکھنا نوعمروں کے لئے مضر ہے۔ اس بارے میں مدت ہوئی ایک امریکی جریدے میں بحث چلی تھی کہ ٹی وی کے پروگرام چاہے عام ہوں یا

بچوں کے بچوں کو تھوڑا بہت فائدہ پہنچاتے ہیں مثلاً بجائے اس کے کہ بچے بیدار مغز بنیں جیسے کہ ہم انہیں ٹی وی کی طرف منہمک دیکھ کر یہ اندازہ لگا بیٹھتے ہیں کہ وہ منفی اثرات کے لئے اطمینان سے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والی شخصیتیں بن جاتی ہیں، خوشگوار ذہنیت اور فرض شناسی پیدا نہیں ہوتی۔

کچھ نہیں کرتے۔

امریکی جریدے فادرز میں کچھ ماہرینِ نفسیات کی خصوصی تحقیق نشر ہوئی تھی جس میں بتایا گیا کہ ٹی وی خود اپنی ذات میں نہ صرف بچوں ہی کے لئے صرف غیر مفید ہی نہیں بلکہ مضر ہے کیونکہ اس کا مواد غیر مناسب ہوتا ہے۔ بچہ ہر روز دن میں تین یا چار گھنٹے ٹی وی کے آگے صرف کرتا ہے اتنا وقت وہ جسمانی اور عقلی طور پر معطل رہتا ہے ایسی فضاء میں بچہ گھر یا خود اپنے حصار سے آزاد ہو کر مزید کچھ کرنے یا سوچنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، دوسرے معنوں میں تحقیقی یا تنقیدی نظر کا فقدان ہو جاتا ہے۔ کوئی بات توجہ یا باریک بینی سے نہیں سیکھتے حالانکہ یہ باتیں تعلیم کے دوران بہت ضروری ہوتی ہیں، ٹی وی کا مشاہدہ انہیں کام یا کھیل کے دوران ہاتھ اور آنکھ کے درمیان رابطہ عمل قائم رکھنے میں مدد نہیں دیتا۔ جب کہ اجتماعی اور معاشرتی امور میں اس کی اہمیت نمایاں ہے۔ غرض وہ بچے جو پابندی سے ٹی وی دیکھتے ہیں وہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کر پاتے کہ ٹی وی کے پروگراموں کو صرف ٹکٹکی لگا کر دیکھتے ہیں۔

ٹی وی اور تعلیم

اس تمام تحقیق سے جو نتائج اخذ کئے جاتے ہیں کہ ٹی وی میں ہر چھوٹے بڑے کا انہماک صحیح نہیں ہے۔ چھوٹے بچوں کے والدین کو چاہئے کہ وہ انہیں متنبہ کرتے رہا کریں اور خود بڑے بھی سوچیں کہ ٹی وی ٹی بی سے زیادہ مہلک اور تباہ کن ہے۔ مغربی ممالک کی تحقیق ہے کہ جو لوگ ابتدائی تعلیم کے مراحل پوری طرح سے نہیں کر پاتے یا وہ صحیح طریقے سے نہیں پڑھتے اس وقت اور اس بات میں بڑا گہرا ربط ہے جو وہ ادھر ٹی وی کو جتنا وقت دیتے ہیں اگر اتنا ہی وہ اپنی تعلیم کی طرف توجہ دیں تو کہیں بہتر نتائج برآمد ہوں گے۔ اگر سارا وقت ٹی وی کو دیں گے تو تعلیمی نتائج بہت حوصلہ شکن ہوں گے۔ علم کو حاصل کرنے کے لئے جس جدوجہد اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے وہ نہیں رہتی۔ گویا ذہن محنتی نہیں رہتا۔ ابتدائی مدارس کے طویل تجربہ رکھنے والے اساتذہ سے جب اس مسئلے کے بارے میں رائے پوچھی گئی تو ان کا متفقہ جواب یہ تھا کہ جس معاشرہ میں ٹی وی کا دائرہ وسیع ہوتا ہے وہاں کے بچے پڑھنے لکھنے اور جسمانی اور تعلیمی محنت کرنے میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ سبقاً سبقاً پڑھنا، تجزیہ کر کے جواب نکالنے کی صلاحیت نہیں رہتی اور فکری صلاحیتیں پراگندہ ہو جاتی

ہیں۔

ان کا ذہن اور کسی مشکل میں راستہ بنانے کی صلاحیتیں ان بچوں سے کہیں کم ہیں جن کی زندگی میں ٹی وی اتنا اہم اور دخیل نہیں ہے۔

ضروری تدابیر

۱۔ضروری ہے کہ موجودہ اور آنے والی نسلوں کو ان نقصانات سے بچانے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کی جائیں۔ٹی وی پروگرام پیش کرنے والے افراد کو چاہئے کہ وہ بجائے ایسے پروگرام پیش کرنے کے جو لوگوں کی صلاحیتوں پر منفی اثرات ڈالیں بلکہ ایسے پروگرام پیش کریں جو اُن کی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کریں۔

۲۔والدین کو چاہئے کہ وہ بچوں کا ٹی وی دیکھنے کا وقت کم سے کم رکھیں۔ ہفتہ میں دس گھنٹے اس پر صرف کرنا زیادہ ہے۔ خصوصاً اُن بچوں کے لئے جو تعلیم کے لئے پرائمری یا ثانوی مراحل میں داخل ہیں، بلکہ بعض کی رائے میں تو بچوں کو ابتدائی تعلیم کی عمر سے قبل ٹی وی سے روشناس نہیں کرانا چاہئے۔

۳۔پروگرام خواہ بچوں کے ہی ہوں، پیش کرنے کے دوران دو تین وقفے ہونے چاہئیں تا کہ اس مشاہدے کے دوران اگر کوئی سوال آیا ہے تو اس کا شافی جواب معلوم کر سکیں تا کہ عملی مشاہدہ تعلیمی مشاہدہ بن سکے جس سے بچے مستفید ہوں گے اور خود بڑوں کے لئے بھی موقع ہوگا کہ وہ پروگرام اُن کے سلسلوں اور رابطوں کو جوڑ کر بچے کے آگے وضاحت کر دیں۔ کیونکہ خود سے بچے میں رابطہ کرنے یا جوڑنے کی ابھی صلاحیت پیدا نہیں ہوئی۔

۴۔ہمیں چاہئے کہ اس بارے میں ہم بچوں کی نظر ناقدانہ بنائیں تا کہ وہ پروگراموں میں تمیز کر سکیں اور رفتہ رفتہ ان میں یہ فہم پیدا ہو کہ کون سا پروگرام مفید و مناسب ہے اور کون سا نہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے جب ہم متواتر ان کے سامنے پروگراموں پر تبصرہ کریں اور ان کے اچھے یا بُرے ہونے کی رائے کا اظہار کریں۔

۵۔مستقبل قریب میں ٹی وی کے جو خلائی اسٹیشن قائم کیے جائیں اس پر میری رائے یہ ہے کہ عرب ممالک کوشش کریں کہ وہ عرب دنیا کی سطح پر عرب ممالک کے لئے ایک جیسے پروگرام پیش کریں جس میں بڑی تحقیق اور عرق ریزی کی ضرورت ہوگی۔ اور جس کے ذریعے وہ ان میں دینی، لسانی اور ثقافتی وحدت پیدا کر سکیں گی۔آج کل ٹی وی پروگراموں میں تخصیص حاصل کرنا ایک معروف بات ہوگئی ہے۔والدین بھی ٹی وی پروڈیوسرز کو اپنی تجاویز اور رائے سے متفقہ طور پر مطلع کرتے رہا کریں اور پروگراموں کے مثبت اور منفی اثرات سے انہیں آگاہ کرتے رہا کریں تا کہ اپنے بچوں اور

معاشرہ کی نئی نسل کو ان خطرات اور نقصانات کی زد میں آنے سے ممکنہ طور پر بچایا جاسکے، جوان پروگراموں سے پیدا ہو۔ اب کسی سے اوجھل نہیں کہ ٹی وی کے اثرات کا ہماری زندگی پر اثر پڑنا لازمی اثر ہے۔ خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے، اسے صرف دل بہلانے کا الیکٹرانک کھلونا نہیں سمجھنا چاہئے۔

پوپ جان پال

دورِ حاضر میں ہماری ہر بات کو دقیانوسی ذہن کا الزام لگا کر ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ فقیر ماڈرن لوگوں کے پیشوا کا قول پیش کرتا ہے جو روزنامہ جنگ (لاہور، پاکستان، ۲۶ جنوری ۱۹۹۴ء صفحہ ۳) میں شائع ہوا۔ ملاحظہ ہو۔

ویٹیکن (رائٹر) پوپ جان پال نے ٹی وی پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اس کے باعث جنسی بے راہ روی، تشدد اور غلط اقدار پروان چڑھ رہی ہے اور ٹی وی گھریلو زندگی کے لئے خطرہ بن چکا ہے۔ انہوں نے والدین کو ٹی وی سیٹ آف کرنے کا مشورہ دیا۔ پوپ جان پال نے مطالبہ کیا ہے کہ ٹیلی ویژن انتظامیہ بچوں کے تحفظ کے لئے سخت ضابطہء اخلاق تیار کرے۔

ٹیلی ویژن کے طبی نقصانات

ٹیلی ویژن کے عشاق کو معلوم ہونا چاہئے ٹیلی ویژن جہاں لذتوں کا مجموعہ ہے وہاں یہ انسان کے لئے ضرر رساں بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ انسان کو خدا نے دنیا میں خود مختار بنایا۔ بُرائی بھلائی (دنیوی ہو یا اُخروی) کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اُسے عقل کا ایسا قیمتی جوہر بخشا ہے جو اس کی دوسری مخلوق (دنیوی) میں نہیں تا کہ وہ نفع اور نقصان مکمل طور پر سمجھ سکے۔ اس کے بعد خود ہی ضرر رساں امور سے دور و نفوذ اور نفع بخش اشیاء سے بہرہ ور ہو یہی وجہ ہے کہ آخرت میں انسان سے حساب اور اسی کے ساتھ جزا و سزا کی بات ہوگی۔ ٹیلی ویژن کے پروگرام سے آخرت کو جزاء و سزا کی بات بعد میں ہوگی۔ انشاء اللہ عزوجل

پہلے دنیوی خرابیوں کے بارے میں عرض کروں گا کیونکہ دنیوی سودا نقد ہے اور آخرت کا سودا ادھار۔

ٹی وی آنکھوں اور دماغ کے لئے میٹھا زہر ہے

کسے معلوم نہیں کہ آنکھ بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر کوئی ایک لاکھ روپے دے کر صرف ایک آنکھ کا مطالبہ کرے تو کوئی بھی ذی شعور آدمی ایسے سودے پر ہرگز راضی نہیں ہوگا اور ٹی وی دیکھنے میں تو یہ قیمتی جوہر مفت ضائع ہو رہا ہے۔ اس لئے مشہور ہے آنکھ ہے تو جہان ہے۔ آنکھ نہیں تو جہان وبالِ جان ہے۔ اب ٹی وی کے متعلق آنکھوں کی ضرر رسانی ملاحظہ

ہو۔ جناب ابرار حسین لکھتے ہیں کہ ٹیلی ویژن دورِ جدید کا ایک بڑا ذریعہ ابلاغ ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں اس جدید ایجاد سے بھرپور فائدہ اٹھایا جارہا ہے۔ دنیا کی آبادی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے اس کے ساتھ ٹیلی ویژن سیٹوں کی مانگ میں بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ اب ٹیلی ویژن انسانی زندگی کی ضرورت بن کررہ گیا ہے۔ مستقبل میں ٹی وی کی نشریات کا دائرہ بہت وسیع ہوجائے گا۔ ٹی وی نے جہاں انسانی زندگی میں رنگینی اور مصروفیت پیدا کردی ہے وہاں بہت سے مسائل بھی پیدا کردیئے ہیں جن میں ایک مسئلہ یہ ہے کہ ٹی وی کی اسکرین کے مضر اثرات آنکھوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ انسانی دماغ کے دو حصے ہیں دایاں حصہ اور بایاں حصہ یہ حصے جسم کے دائیں بائیں حصوں کو کنٹرول کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ دیگر کام بھی کرتے ہیں دائیں حصے کا کام سوچ وفکر ہے جبکہ بائیں حصے کا کام منطقی اعمال کو کنٹرول کرنا ہے۔ (ای، سی، جی) یعنی (دل کی دھڑکن کا گراف) کے مشاہدہ سے پتا چلتا ہے کہ ٹی وی دیکھنے کے دوران انسانی دماغ کا بایاں نصف کروں کے کام چھوڑ دیتا ہے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ اس وقت دماغ کے دونوں نصف کروں کے درمیان آپس کا تعلق بھی معطل ہوجاتا ہے، دماغی لہریں بھی ست ہوجاتی ہیں زیادہ دیر تک اور زیادہ عرصے تک ٹی وی دیکھنے سے دماغ کا دایاں نصف کرہ شدید طور پر متاثر ہوسکتا ہے اور خاص کر احتسابی صلاحیتوں کے مفقود ہونے کے خطرات ہیں خاص کر غیر ملکی زبان سیکھنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔ اس طرح زندگی کو خوشگوار بنانے کے بجائے ٹیلی ویژن انسانی حواس پر مضر اثرات ڈال رہا ہے۔ کیا آپ سورج کو براہ راست اپنی ننگی آنکھ سے دیکھ سکتے ہیں۔ اس کا جواب نہیں کیونکہ اس طرح دیکھنا بہت خطرناک ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج کی شعاعیں آنکھ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتی ہیں۔ جب یہ سیدھی آنکھوں میں پڑنے لگ جائیں۔ اس کے برعکس چاندکی روشنی آنکھ کے لئے مضر نہیں کیونکہ یہ منعکس ہوکر ہم تک پہنچتی ہے اسی طرح جب آپ سینما حال میں فلم دیکھ رہے ہوں تو روشنی اسکرین کے پردے سے منعکس ہوکر آنکھوں تک پہنچ رہی ہوتی ہے۔ ٹیلی ویژن کا معاملہ اس سے بہت مختلف ہے کیونکہ ٹی وی کی روشنی ٹارچ کی طرح آنکھوں پر سیدھی پڑتی ہے ہمارا دماغ مناظر کو ایک منٹ کے بیسویں حصے تک کے لئے محفوظ کرسکتا ہے اور جب تیز رفتار الیکٹرانوں سے بنی ہوئی تصویر ہم دیکھتے ہیں تو اس صورت میں ہماری آنکھیں دراصل پوری کی پوری تصویر نہیں دیکھ رہی ہوتیں بلکہ ہمارے دماغ کو زور لگا کر تصویر کو پورا کرنا پڑتا ہے۔

اسی لئے دیر تک ٹی وی دیکھنے سے انسانی ذہن اور آنکھیں تھک جاتی ہیں اس سے قریب نظری کی بیماری پیدا ہوا کرتی ہے اس کے علاوہ ٹی وی کی تصویر میں زیادہ وضاحت (Sharpness) نہیں ہوتی جس سے آنکھوں پر دباؤ پڑتا

ہے۔ٹیلی ویژن دیکھنے کے لئے جتنا فاصلہ کم رکھا جائے گا اتنے ہی اس کے مضر اثرات زیادہ ہوں گے اور اگر اندھیرے کمرے میں ٹیلی ویژن دیکھا جائے تو اس سے اور بھی زیادہ نقصانات ہو سکتے ہیں۔

ٹیلی ویژن کی اسکرین سے ایکسرے شعاعیں بھی خارج ہوتی ہیں اگرچہ ان کی مقدار زیادہ نہیں ہوتی تاہم اُن کے زیادہ عرصے تک زیر اثر رہنے سے کینسر کی بیماری لاحق ہو سکتی ہے۔رنگین ٹی وی سے یہ خطرہ اور بڑھ جاتا ہے۔

مذکورہ سطور سے تین عنوان ثابت ہوتے ہیں

(۱) ٹی وی دیکھنے سے بینائی کمزور ہوتی ہے جو بڑھتے بڑھتے اندھاپن کا دروازہ دیکھنا پڑتا ہے اب جوانی کے زور سے محسوس نہیں ہو رہا تو بڑھاپے میں غم کے آنسو رونا پڑیں گے لیکن وقت نکل جانے کے بعد کیا ہاتھ آئے گا۔سمجھدار کے لئے اتنا کافی ہے ناسمجھ کو جتنا بھی سمجھائیں گے سب بیکار ہے۔

(۲) دماغ پر خصوصیت سے اثر پڑتا ہے جبکہ انسان کی عظمت دماغ کی بدولت ہے۔اچھا دماغ انسان کی معراج ہے خدانخواستہ اگر دماغ میں خلل آجائے تو جانی دوست اور جگر کے ٹکڑے یعنی آل واولاد اور آنکھ کے تارے یعنی گھر والے بھی تنگ ہو کر رفتہ رفتہ کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں۔

(۳) کینسر کی بیماری بھی لاحق ہو سکتی ہے اور یہ بیماری دورِ حاضرہ میں جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔آج سے کئی سال پہلے ہم اس کے نام سے آشنا تھے لیکن آج کے دور میں اس کا نام سن کر جی گھبرانے لگ جاتا ہے۔ممکن ہے کہ اس کے وجود اور بھی ہوں لیکن ٹی وی کا دیکھنا اس کے اضافے میں جلتی پر تیل ڈالنے کا کام ہے تو کیوں نہ ہم نزولِ آفت سے پہلے ہی سنبھل جائیں تاکہ وہ آفت آئے ہی نہیں۔

نتیجہ

اگر ایمانداری سے ہر پہلو کا جائزہ لیا جائے تو ٹی وی کا منفی پہلو ہی نکلتا ہے خاص کر طالب علم بچے جو ملکی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں اُن کا مستقبل اس ننھے سے کھلونے نے مفلوج کر کے رکھ دیا ہے ان کی صلاحیتیں زنگ آلود ہو رہی ہیں اور ذہنی سوچیں محدود ہو کر رہ چکی ہیں۔

مزید طبی نقصان کا بیان

یونیورسٹی لاس انجلز کے ایک پروفیسر وائس مین کہتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹی وی کی اسکرین سے نکلنے والی الیکٹرک مقناطیسی لہریں (Maganetic Waves) انسانی اگنزم (Maganetic) پر بہت اثر کرتی

ہیں۔ ٹیلی ویژن یا ریڈیو گھریلو ضرورت کی بجلی کی چیزوں سے نکلنے والی لہریں شارٹ یوز کی قسم سے ہیں اور اس سے انسان کی فکری صلاحیت کم ہوجاتی ہے، خون کا دباؤ تبدیل ہوجاتا ہے، طبیعت میں ہیجان پیدا ہوتا ہے اور خون کے سفید خلیوں کو نقصان پہنچتا ہے علاوہ ازیں یہ لہریں انسان کے نظام اعصاب پر برا اثر ڈالتی ہیں اور مختلف بیماریوں کا سبب بن جاتی ہیں۔

نیویارک کے ایک ہسپتال میں کام کرنے والے ڈاکٹر آرنالڈ فریمانی نے جدید ترین الیکٹرانک آلات اور تجربات سے یہ ثابت کیا ہے کہ روحانی اور فکری اور شدید سر درد ریڈیو پر نشر ہونے والی موسیقی کے سننے سے پیدا ہوتے ہیں۔

اخبار ٹائمز اپنے ۱۹۶۴ء کے شمارہ میں لکھتا ہے بچوں کی بیماریوں کے ماہر ڈاکٹر نے فضائیہ کی دو چھاؤنیوں میں اس بات کو محسوس کیا کہ اس علاقے میں کام کرنے والے افسران کے بچے جن کی عمر ۳ سال سے ۱۲ سال کے درمیان ہے ہمیشہ درد سر، بے خوابی، معدہ کی گڑبڑ، قے، پیچش اور دیگر بیماریوں میں گھرے رہتے ہیں۔ طبی نقطۂ نظر سے اس بیماری کی کوئی وجہ معلوم نہ ہوئی لیکن مکمل طور پر تحقیق کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ تمام بچے ٹیلی ویژن کے طویل پروگرام دیکھنے کے عادی ہیں اور ہر روز تین گھنٹے سے چار گھنٹے تک ٹی وی پروگرام دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹروں نے ان کے لئے صرف یہی علاج متعین کیا کہ ان کو ٹی وی پروگرام دیکھنے کی اجازت نہ دی جائے۔ یہ علاج اور موثر بھی رہا۔ سر درد، قے، پیچش اور باقی تمام بیماریاں ختم ہوگئیں۔ ڈاکٹر جین ایم غلیلی (ماہر نفسیاتی) بچوں پر پڑنے والے ٹی وی کے اثرات پر ان الفاظ میں تشویش کا اظہار کیا ہے کہ اوسطاً ۲۸ گھنٹے فی ہفتہ عادتاً ٹی وی دیکھنے والے کمسن بچوں کے دماغ کی نشوونما میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے اور یہ تبدیلی بہتری کی سمت نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر کرٹ وی گولڈ ماہر امراض اطفال کیلفورنیا یونیورسٹی امریکہ اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں کہ جو بچے دو سے چار گھنٹے روزانہ ٹی وی دیکھتے ہیں ان کے خون میں کولیسٹرول کی مقدار دوگنی ہوسکتی ہے بہ نسبت ان بچوں کے جو کم ٹی وی دیکھتے ہیں مزید برآں چار یا زائد گھنٹے ٹی وی کے سامنے گزارنے والے بچوں کے خون میں کولیسٹرول کی مقدار چوگنی ہوسکتی ہے اور بڑے ہوکر آدھے سے زیادہ بچوں میں کولیسٹرول کی زیادتی کے باعث وقت سے پہلے دل کی بیماریاں ہونے کے امکان ہیں۔

جرمنی کے مشہور و معروف ڈاکٹر والٹر بوہلر لکھتے ہیں کہ بعض چھوٹے چھوٹے حیوان جیسے چوہا، چڑیا وغیرہ کو اگر ٹی وی کے سامنے (قریب) رکھا جائے تو اسکرین کی شعاعیوں کی تیزی کی وجہ سے کچھ دیر کے بعد یہ جانور مر جاتے ہیں۔ ان

تجربات اور واقعات سے ثابت ہے آنکھ تو عام طور پر متحرک رہتی ہے لیکن ٹی وی دیکھتے وقت آنکھ اس اسکرین کی طرف جم کر کامل توجہ کے ساتھ دیکھنے پر مجبور ہے۔اس سے صرف نظر ہی نہیں۔اب اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان تیز شعاعوں سے آنکھ کو کتنا ضرر و نقصان لاحق ہوگا۔

امریکہ میں تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ جو بچے ٹی وی کے عادی ہو گئے اس آلہ کے سامنے جم کر بیٹھنے کی وجہ سے ہڈیوں کی خرابی اور اعصاب کی کمزوری کا شکار ہو گئے۔

ضررھی ضرر

ہمارے ہاں اخلاقی اقدار کی پامالی میں بھی ٹیلی ویژن نے اہم کردار ادا کیا کیونکہ لہو ولعب کا جو مجموعی نظارہ ٹیلی ویژن پر دیکھنے میں آتا ہے وہ یکجا دوسری جگہ نظر نہیں آتا۔

ڈاکٹر ڈینیل اے انڈرسن میسچوٹس یونیورسٹی کے نفسیات کے پروفیسر اپنی سترہ سالہ تحقیق کے نتائج کا اس طرح اظہار کرتے ہیں کہ ٹی وی کے تشدد سے بھر پور پروگرام بچوں کی حقیقی زندگی میں جو جنگجویانہ مزہ پیدا کرتے ہیں وہ بچے ٹی وی پر زیادہ مار دھاڑ اور تشدد آمیز پروگرام دیکھتے ہیں زیادہ جارح پائے گئے ہیں اور طویل مدت پر محیط تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ تشدد آمیز پروگراپ دیکھنے سے آئندہ زندگی میں بھی اُن کے مزاج تشدد اور لڑائی جھگڑے کا رجحان فروغ پاتا ہے۔

امریکن انٹر پرائز انسٹیٹیوٹ کی سرپرستی میں ہونے والی ۱۰ مارچ ۱۹۹۶ء کی کانفرنس میں ڈاکٹر والٹر برنس پروفیسر جارج ٹاؤن یونیورسٹی نے اپنی رائے پیش کی۔انہوں نے کہا راک میوزک ہالی ووڈ کی فلمیں اور دوسرے تفریحی پروگرام جو امریکہ باہر کے ملکوں کو بھیجتا ہے وہ وہاں کے معاشرے پر بہت مضر اثرات چھوڑتے ہیں بلکہ امریکی معاشرے کے تصور کو بھی داغدار کرتے ہیں۔

بلدمرد پازر کے نظریے کے مطابق 49% فیصد مجرم فلموں سے متاثر ہو کر اپنے ساتھ اسلحہ رکھتے ہیں۔ 28% فیصد چوری کرنے اور 21% فیصد قانون کی گرفت سے بھاگنے اور پولیس کو چکر دینے کے طریقے انہی فلموں سے سیکھتے ہیں۔تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ 25% فیصد عورتیں بری فلموں کے زیر اثر برائی اور بدکاری کی راہ پر چل پڑی ہیں 54% عورتیں لاپرواہ فلمی ستاروں کی تقلید میں قحبہ خانوں اور برائی کی محفلوں کی زینت بنتی ہیں۔

علمی نقصان

ہمارے ملک میں خواندگی کی شرح پہلے ہی کم ہے اور ٹیلی ویژن نے اس کو کم کرنے کے لئے یا علمی افادیت کے خاتمہ کے لئے اہم کردار ادا کیا ہے۔ پروفیسر تعلیم ونفسیات پیل (Pale) یونیورسٹی کہتے ہیں کہ زیادہ تر ٹی وی ہی قصور وار ہے جس کی وجہ سے بچوں کی تعلیمی قابلیت خصوصاً پڑھنے کی مہارت انحاط پذیر ہوئی ہے۔ بچے جو زیادہ ٹی وی دیکھتے ہیں وہ کم علم زیادہ بے چین اور پڑھائی میں کمزور پائے جاتے ہیں۔

نیلسن میڈیا ریسرچ امریکی شعبہ تعلیم کہتے ہیں جتنا زیادہ ٹی وی بچے دیکھتے ہیں اتنی ہی اُن کی لکھنے کی استطاعت کم ہوتی ہے۔ ایک تحقیق سے جو سترہ سالہ نوجوانوں پر کی گئی تھی یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ وہ نوجوان جو چھ یا اس سے زائد گھنٹے ہر ہفتہ ٹی وی دیکھتے ہیں انہوں نے دس فیصد کم نمبر حاصل کئے بہ نسبت اپنے ان ہم عصر جماعت ساتھیوں سے جو صرف دو گھنٹے فی ہفتہ ٹی وی دیکھتے ہیں۔

نقصان ھی نقصان

نقصان کا نام سن کر ہر شخص پریشان ہو جاتا ہے لیکن ٹی وی کے نقصانات لکھنا برداشت ہو رہے ہیں۔ ٹی وی کے سبب سب سے پہلی چیز نقصانات کے زمرے میں آتی ہے وہ ہے وقت کا ضیاع وقت طالب علم بچے کے لئے جتنا ضروری ہے اور قیمتی ہے اس کا اندازہ ممکن نہیں جو وقت پہلے پڑھائی میں صرف کرتے تھے وہ عموماً اب ٹی وی کی نذر ہو جاتا ہے۔ بچے عموماً رات سات بجے سے دس گیارہ بجے تک ٹی وی دیکھتے ہیں جو کہ پڑھائی کا وقت ہوتا ہے۔ ٹی وی کی وجہ سے بچے چھ بجے سے ہی متوقع ڈرامے یا کرکٹ میچ کا انتظار کرنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ساڑھے سات بجے سے ہی بچے ٹی وی کے سامنے براجمان ہوتے ہیں کہ ڈرامہ گزر نہ جائے پھر آٹھ بجے ڈرامہ شروع ہو جاتا ہے نو بجے کے قریب اختتام پذیر ہو جاتا ہے اور پھر جب طالب علم بچہ کتابیں پڑھنے کے لئے بیٹھتا ہے تو اس کی سوچیں پھر ڈرامے کی کہانی، کرداروں فنکاروں کی صلاحیتوں کے گرد گھومنے لگتی ہیں، بچہ اپنا قیمتی وقت اس سوچ بچار کی نذر کر دیتا ہے نہ صرف رات کا وقت ضائع ہوتا ہے بلکہ اسکولوں میں بھی رات کے پیش کئے جانے والے ڈرامے کے متعلق بحث مباحثہ کرتے ہیں حالانکہ انہیں یہ وقت اپنے کورس میں پیش آنے والی مشکلات کو حل کرنے کے لئے صرف کرنا چاہیے۔

اداکاری

بچے جن کا ذہن بھی ناپختہ ہوتا ہے وہ غیر معیاری پروگراموں سے سبق کے بجائے الٹا اثر لیتے ہیں ہر بچہ خود کو فنکار

سمجھتا ہے ڈرامے کے کردار کی شہرت سے خود کو فنکاری کے لئے تیار کرتا ہے۔

اور لباس کو دیکھ کر بچے تعلیم حاصل کر کے کچھ کرنے کے بجائے اداکاری کی طرف متوجہ ہو کر گھر سے بھاگ کر اسٹوڈیو کا رُخ کرتے ہیں اور بالآخران کا نام چوری، ڈاکے، تخریب کاری میں سرفہرست آتا ہے، ڈرامہ کے کردار بچوں کے ذہن میں نقوش چھوڑ کر انہیں غلط حرکات پر اکساتے ہیں ہر درجہ کا بچہ اپنی معصومیت کو پامال کر کے ہیرو بننے کے چکر میں اپنی ماں بہنوں کی پرواہ کیے بغیر قوم کی بیٹیوں پر غلط نگاہ ڈالتا ہوا نظر آتا ہے ان کی عمریں اور ان کی حرکات دل میں تیر کی طرح پیوست ہو جاتی ہیں۔

ٹی وی پر جو انگریزی فلمیں دکھائی جاتی ہیں ان سے نوجوان اغواء، ڈکیتی اور اس نوع کے جرائم کا سبق حاصل کرتے ہیں۔ (نوائے وقت لاہور، ۱۲۵ کتوبر، ۲۶ نومبر)

خود کردہ راچہ علاج

ٹی وی سے اخلاق کی تباہی اور حسین معاشرہ کی تباہی جو آج کل عام ہے یہ ہماری خود پیدا کردہ ہے۔ جب سے ٹی وی ملک میں عام ہوا ہے اچھے عادات اور اچھے اخلاق رخصت ہو گئے اور غلیظ معاشرہ اور تباہ کن حالات اخلاقِ روشن کا راج ہے۔ آج کے حالات اس بکری کی مانند ہو گئے ہیں جس کے ذبح کے لئے چھری نہیں مل رہی تھی اس نے زمین پر کھر مارے تو چھری نکل آئی اس سے اُسے ذبح کیا گیا یہی حال آج ہم خود کر رہے ہیں۔ ادھر معاشرے کا رونا روتے ہیں ادھر ہم خود اس کے تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں بیماری ہر روز تیز ہوگی زہر کھائے اور یہ سمجھے کہ صحت و تندرستی حاصل ہوگی جیسے ان دونوں کا بیک وقت ہونا مشکل ہے ایسے ہی معاشرے کا مقابلہ ہے جب تک ہم تباہ کن اسباب کو ترک نہ کریں گے ہمارے معاشرے کا یہی حال رہے گا۔

ادوارِ سابق کو جھانک کر دیکھئے اس میں خوشحالی و بدحالی دونوں کا اپنے جوش و جوبن گزرے اور ان میں یہ بھی واضح رہا کہ خوشحالی کے اسباب کیا تھے اور بدحالی کے کیا۔

شرعی خرابیاں

موجودہ سائنسی دور میں جب کہ نت نئی نئی ایجادات سے دنیا حیران ہے۔ علماء کرام کا فرض ہے کہ ان میں اسلامی اصول کے تحت جواز یا عدم جواز واضح کریں تو نہ کسی مصلحت دنیوی سے مرعوب ہوں اور نہ ہی شرعی اصول کو مغلوب کر کے عوام کی ملامت سے خوفزدہ ہوں نہ ٹیڈی مجتہدین کی طرح دلائل کو توڑ موڑ کریں۔ صحیح اصول اسلامیہ کے تحت جواز کی

صورت نکل سکتی ہے تو الحمد للہ ورنہ

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ

ترجمہ : اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔

(پارہ ٦، سورۃ المائدۃ، آیت ٥٤)

کے حکم پر بلا خوف وخطر اپنے مؤقف پر ڈٹ جائیں۔ فقیر کو (ریڈیو، ٹی وی، وڈیو) کے متعلق جو سمجھ آیا ہے عرض کرتا ہے قبل اس کے کہ اصل مسئلہ عرض کروں چند ضوابط اسلامیہ ملحوظ ہوں۔

(۱) ان امور کی اصل غرض لہو ولعب ہے چنانچہ وڈیو اور ٹیلی ویژن کو وہ لوگ بھی جائز نہیں سمجھتے جو ان کا شوق رکھتے ہیں انہیں لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ٹیلی ویژن ایک طرح کا سینما ہے جو لوگ اس کا استعمال کرتے ہیں وہ اسے ناجائز ہی سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اکثر خدا کے بندے استطاعت کے باوجود انہیں خریدنے سے اجتناب کئے ہوئے ہیں اور یہ مسلم قاعدہ ہے کہ جس کی غرض غلط ہو اسے جواز کے کھاتے میں ڈال کر دلائل سے مضبوط کرنا برائی کی ترویج و اشاعت میں مدد کرنا ہے اور برائی کی مدد یعنیہ برائی کا ارتکاب ہے۔

(۲) جو لوگ اس کی خرابیاں جان کر جواز کی راہ ڈھونڈتے ہیں تو وہ گویا ایک بدعت سیئہ کو مروج کرنے میں مددگار بن رہے ہیں اور ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسی بدعت سیئہ سے جتنے لوگ گناہوں میں ملوث ہوں گے اُن سب کا گناہ جناب کے کھاتے میں پہلے ہوگا جیسے حدیث شریف میں ہے۔ حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

من سن فی الاسلام سنته حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیران ینقص من اجورهم شئی ومن سن فی الاسلام سنته سیته کان علیه وزرها وزر من عمل بهامن بعدی من غیران ینقص من وزرارهم شئی۔ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ : جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا تو اس کے لئے اس کا اجر اور اس پر عمل کرنے والوں کا اجر ہے بغیر اس کے کہ اس پر عمل کرنے والوں کے اجروں میں کمی کی جائے اور جس نے اسلام میں برا طریقہ نکالا تو اس پر اس کا اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے بغیر اس کے کہ اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔

(۳) جہاں تک فقیر کا تجربہ ہے عموماً تحقیق پر مجوزین وغیر مجوزین غیر مسلم محقق کا سہارا ڈھونڈتے ہیں ان کے اکثر فساق وفجار ہوتے ہیں اگر ان میں کچھ دیانت ہو تب بھی اسلامی امور کی دیوار غیر اسلامی فکر پر کھڑی کرنی کون سی عقل مندی

ہے۔

خشت اول چوں نہد معمار کج

تا ثریا می رود دیوار کج

اسی لئے ہر مسئلہ کی بنیاد اُصولِ اسلامی پر ہو کیونکہ خدانخواستہ غیر اسلامی اگر ٹھوکر کھا جائے جیسے عموماً ایسے محقق کے دماغ میں تبدیلی آتی رہتی ہے تو پھر تمہارا کیا بنے گا اور آئندہ نسلوں میں تا قیامت کا گناہ تمہارے پلڑے میں۔

(۴) ہر شے کی حلت اور حرمت کا تعلق اس کی اصل وضع سے ہے اگر اس کی وضع کسی جائز کام کے لئے ہو تو جائز اور ناجائز کام کے لئے ہو تو ناجائز۔ دنیا جانتی ہے کہ ٹیلی ویژن اور ویڈیو وضع کے اعتبار سے سینما ہی وغیرہ کا حکم رکھتے ہیں اس حقیقت کا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بغیر کسی آلے کی مدد کے یہ نمایاں طور پر نہیں دیکھا جاسکتا۔ سینما بھی محض وقت گزاری، تماشہ بینی، لہو ولعب وغیرہ کا سامان ہے اور ٹی وی اور ویڈیو سے یہی نقائص حاصل ہوتے ہیں۔ سینما بین لوگ بھی پروگرام میں منہمک ہو کر دین و دنیوی امور سے غافل ہو جاتے ہیں اور ٹیلی ویژن اور ویڈیو کا شوق رکھنے والے بھی پروگرام کے وقت پر دین و دنیا سے بے خبر ہو جاتے ہیں بہر حال ٹیلی ویژن اور سینمائی وضع کا مقصد ایک ہی ہے فرق صرف ٹیکنیک اور طریقہ کار کا ہے۔

غیر مجوزین کا موقف

(۱) وڈیو، ٹیلی ویژن، وی سی آر وغیرہ آلات لہو ولعب ہیں جو آلات لہو ولعب ہوں ان کو دینی امور میں بھی استعمال کرنا جائز نہیں یہاں تک کہ ان سے قرآن سننا بھی ناجائز ہوگا۔ علماء کرام کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا (عرض) گراموفون کا کیا حکم ہے۔

ارشاد

بعض باتوں میں اصل کا حکم ہے بعض میں نہیں گراموفون میں اگر قرآن عظیم ہو اس کا سننا فرض نہیں بلکہ ناجائز ہے۔

اور آیت سجدہ میں سے اگر سنی سجدہ واجب نہیں حالانکہ یوں استماع قرآن میں اور آیت سجدہ پر سجدہ واجب اور قرآن مجید سننا تو حد ہے کہ عبادت ہے اور گراموفون سے سننا لہو ہے اور وہ موضوع بھی اسی لئے ہے اگرچہ کوئی نیت لہو نہ کرے مگر اصل وضع کی تبدیلی کوئی نہیں کرسکتا پھر جو مصالحہ اس میں بھرا ہوتا ہے اس میں اکثر اسپرٹ کا میل ہوتا ہے اور

اسپرٹ شراب ہے اور شراب نجس تو قرآن مجید کا بھرنا حرام ہوا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ ۳ صفحہ ٦٧)

(۲) حضرت مولانا حشمت علی لکھنوی تلمیذ اعلیٰ حضرت بریلوی اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں گراموفون بھی آلہ لہو ولعب ہے اور اس میں قرآن عظیم کے رکوع یا حمد و نعت بھر کر بجانا سخت بے ادبی و بے حرمتی ہے بلکہ اگر قصداً بنیت لہو ولعب ایسا کیا جائے تو کفر ہے۔ شرح فقہ اکبر میں خلاصہ سے منقول ہے

من اقراء القرآن علی ضرب الدف و القضیب یکفر قلت ویقرب منه صوف الدف و القضیب مع ذکر الله تعالیٰ و نعت المصطفیٰ صلی الله علیه وسلم و کذا التصفیق علیٰ الذکر۔

(۳) مفتی اعظم پاکستان مولانا سید ابوالبرکات احمد شاہ صاحب علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں گراموفون سننا بجانا عام طور پر لہو ولعب ہے اور تفریح کے طور پر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں بجانا، سنانا اور اس پر روپیہ پیسہ صرف کرنا ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے

ان الله کره لکم ثلاثاً قیل و قال و کثرة السوال و اضاعته المال۔

قرآن حکیم کے رکوع ریکارڈوں میں بھرنا اور پھر ان کا سننا سنانا دوسری وجہ سے بھی ناجائز ہے کہ اس صورت میں قرآن عزیز کی ہتک حرمت ہے لہو ولعب کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اس میں بلاشبہ قرآن کریم کی توہین ہے۔

(۴) مفتی عبدالعزیز صاحب خطیب مزنگ لاہور لکھتے ہیں گراموفون میں نعتیہ غزلیں اور قرآن کریم کے بھروانے کے عدم جواز میں مولوی سلامت اللہ صاحب نے چونسٹھ صفحات کا فتویٰ لکھا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ سلطان عبدالحمید خان مرحوم نے شیخ الاسلام کے حکم سے ایسے فعل کے مرتکب کو چھ ماہ جیل بھیجنے کا حکم صادر فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) چونکہ ٹی وی اور وی سی آر سینما کی طرح آلاتِ لہو ولعب ہیں اس لئے ان میں مسجدیں، خانہ کعبہ اور دریا پہاڑ وغیرہ کا دیکھنا بھی لہو ولعب میں داخل ہو کر ناجائز ہو جاتا ہے۔ فلم خانہ خدا کے دیکھنے کے متعلق حضرت مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی لکھتے ہیں گو ناچ گانا نہیں مگر حاجیوں کی تصویریں تو ضرور ہیں لہٰذا یہ کہنا کہ لغویات کچھ نہیں صحیح نہیں اور یونہی فلم خانہ خدا کا دیکھنا جائز بلکہ کارِ ثواب کا دعویٰ بھی کھل جاتا ہے اور پھر اس کے دیکھنے سے یہ غلط فہمی بھی پیدا ہو رہی ہے کہ گھر بیٹھے حج کر لو حج ہو جاتا ہے لہٰذا اس سے پرہیز ضروری ہے۔ (فتاویٰ نوریہ، جلد ۳، صفحہ ۴۱٦)

بہر حال ٹیلی ویژن، وی سی آر، وڈیو کی اصل وضع لہو ولعب اور ان کا اکثر استعمال اسلامی اقدار کو پائمال بلکہ صفحۂ ہستی سے مٹانے کا پروگرام ہے۔ اس سے دینی، اسلامی کے فوائد کا ایک بہانہ ہے جو واقف کارانِ اسلام سے مخفی نہیں کہ

جوں جوں ان امور میں عوام کا انہماک بڑھ رہا ہے اسلامی اقدار میں کمی ہو رہی ہے۔

حضرت صاحبزادہ علامہ مفتی محمد ریحان رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہر شے کی حلت وحرمت کا تعلق اس کی اصل وضع سے ہے اگر اس کی وضع کسی جائز کام کے لئے ہوئی تو جائز اور ناجائز کام کے لئے ہوئی تو ناجائز۔

دنیا جانتی ہے کہ ٹیلی ویژن اور وڈیو وضع کے اعتبار سے سینما وغیرہ ہی کا حکم رکھتے ہیں اور اس حقیقت کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بغیر کسی آلے کی مدد کے اسے نمایاں طور پر نہیں دیکھا جا سکتا۔ سینما بھی تعیش، وقت گزاری، تماشہ بینی، لہو ولعب وغیرہ کا سامان ہے اور ٹیلی ویژن اور وڈیو سے بھی یہ نقائص حاصل ہوتے ہیں۔ سینما بین لوگ بھی پروگرام میں منہمک ہو کر دین ودنیا سے غافل ہو جاتے ہیں اور ٹیلی ویژن اور وڈیو کا شوق رکھنے والے بھی پروگرام کے وقت تک دین ودنیا سے بے خبر ہو جاتے ہیں بہرحال سینما اور ٹیلی ویژن کی وضع کا مقصد ایک ہے فرق صرف ٹیکنیک اور طریقہ کار کا ہے۔

پھر آخر پر لکھتے ہیں مختصر یہ کہ ٹی وی، وڈیو وغیرہ کی اصل وضع ہی لہو ولعب کے لئے ہوئی ہے اور اس کا کوئی پروگرام جانداروں کی تصاویر سے خالی نہیں ہوتا اور یہ سب اسراف وتبذیر کی اشیاء ہیں اور اُن کا خریدنا رکھنا دیکھنا حرام، حرام اشد حرام ہے۔ نئے نئے احتمالات نکال کر اُن کے جواز کی صورتیں پیدا کرنا، فتنوں کا دروازہ کھولنا اور بنائے زمانہ کی روش سے غافل ہونے کے مترادف ہے۔

(۲) قطع نظر غلط پروگراموں کے صحیح پروگرام مثلاً وعظ وتبلیغ وغیرہ میں فوٹو اور تصویروں کا بنانا، دیکھنا، پاس رکھنا وغیرہ وغیرہ تمام گناہ ٹیلی ویژن، وڈیو، وی سی آر وغیرہ سے ہی نصیب ہوتے اور تصویر بنانے، پاس رکھنے اور دیکھنے کے گناہ وغیرہ کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ "اسوء التعزیز فی تصویہ التصویر" میں تفصیل سے لکھی ہے۔

چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

فوٹو گرافر کو ہر فوٹو کھینچنے پر علیحدہ عذاب

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مصور فی النار یجعل اللہ بکل صورۃ صورھا نفسا فتعذب فی جھنم۔

ترجمہ: ہر فوٹو گرافر جہنم میں ہے اللہ تعالیٰ ہر تصویر (فوٹو) کے بدلے جو اس نے بنائی تھی ایک مخلوق پیدا کرے گا کہ وہ اسے دوزخ میں عذاب دے۔ (بخاری، مسلم)

سب سے بڑا ظالم فوٹو گرافر ہے

قال علیہ السلام قال اللہ تعالیٰ ومن اظلم ممن ذھب یخلق خلقی فیخلقوا ذرۃ او یخلقوا حبۃ اویخلقوا شعیرۃ۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو میرے بنائے ہوئے کی طرح (تصویر، فوٹو) بنانے چلے بھلا کوئی چیونٹی یا گیہوں کا جو کا دانہ تو بنادے۔ (بخاری و مسلم)

دوزخ میں سب سے بڑا گناہ فوٹو گرافر کو ہوگا

قال علیہ السلام ان اشدالناس عذابا یوم القیمۃ المصوررون۔

ترجمہ : قیامت میں سب سے زیادہ عذاب تصویر (فوٹو) بنانے والے کو ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

فوٹو گرافر اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کررہے ہیں

قال علیہ السلام ان الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیمۃ یقال لھم احیوا ما خلقتم۔

ترجمہ : بے شک فوٹو گرافوں کو عذاب دیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا یہ صورتیں جو تم نے بنائی تھیں اُن میں جان ڈالو۔

فوٹو گرافر کو ایک شرط پر عذاب سے تخفیف

قال علیہ السلام من صور صورۃ فان اللہ معذبہ حتی ینفخ فیھا الروح ولیس بنافخ۔ (بخاری و مسلم)

ترجمہ : فوٹو گرافر کو عذاب ہوگا اس وقت تک کہ وہ اپنے بنائے فوٹو میں روح پھونکے اور یہ اس کے بس کی بات نہیں۔

فائدہ

یعنی نہ فوٹو میں روح پھونک سکے گا اور نہ عذاب سے چھٹکارا پا سکے گا۔

قیامت میں ایک خوفناک شئے فوٹو گرافر کے سرپر

قال علیہ السلام یخرج عنق من النار یوم القیمۃ لہ عینان یبصر بھما واذنان یسمعان ولسان ینطق یقول انی و کلبت بثلثۃ بمن جعل مع اللہ الھاآخر وبکل جبار عنید وبالمصورین۔ (ترمذی)

ترجمہ : قیامت میں دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں جن سے وہ دیکھے گی اور دو کان ہوں گے جن

سے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گی وہ کہے گی میں تین شخصوں پر مسلط ہوں گی مشرک پر، سرکش اور فوٹو گرافر پر۔

فوٹو گرافر سخت عذاب میں مبتلا

قال علیه السلام ان اشدا اهل النار عذاباً یوم القیمة من قتل نبیاً او قتله نبی او جائز وهؤ لاء المصورون۔ (احمد، طبرانی)

ترجمہ : قیامت میں دوزخیوں میں زیادہ سخت عذاب اس پر ہے جس نے کسی نبی علیہ السلام کو شہید کیا یا کسی نبی علیہ السلام نے جہاد میں اسے قتل کیا یا امام ظالم (حاکم) یا فوٹو کھینچنے والا۔

حکایات

ٹی وی وغیرہ کی خرابیاں سب جانتے ہیں لیکن پھر بھی اس کا چسکا جسے پڑ گیا اسی لئے فقیر حکایات عرض کرتا ہے ممکن ہے کسی کو سمجھ آجائے۔

حکایت

دو دوست تھے ایک جدہ میں رہتا تھا دوسرا ریاض میں اور دونوں میں گہری دوستی تھی دونوں ہی دین دار اور پرہیزگار تھے۔ ریاض والے دوست کے گھر والوں نے بہت ضد کی کہ وہ گھر میں ٹی وی لے آئے اپنے بچوں اور بیوی کے اصرار پر اس نے اپنے گھر والوں کے لئے ٹی وی خرید لیا۔

کچھ دنوں بعد اس (ریاض والے دوست) کا انتقال ہو گیا اور جدہ والے دوست نے اس کو خواب میں تین مرتبہ دیکھا اور ہر مرتبہ اس کو عذاب کی حالت میں پایا اور اس نے تینوں بار اس جدہ والے دوست سے کہا خدا کے لئے میرے گھر والوں سے کہو کہ وہ گھر سے ٹی وی نکال دیں کیونکہ جب سے ان لوگوں نے مجھے دفن کیا ہے مجھ پر اس ٹی وی کی وجہ سے عذاب مسلط ہے کیونکہ میں نے خرید کر ٹی وی گھر پر رکھا تھا وہ لوگ (اہل وعیال) اس بے حیائی سے مزے لے رہے ہیں اور میں عذاب میں گرفتار ہوں۔ جدہ والا دوست ہوائی جہاز کے ذریعہ ریاض پہنچا اور اس کے گھر والوں کو خواب سنایا اور یہ بھی بتایا کہ میں نے تین مرتبہ ایسا دیکھا ہے گھر والے سن کر رونے لگے پھر اس کا بڑا بیٹا اُٹھا اور غصہ میں ٹی وی کو اُٹھا کر پٹخا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اُٹھا کر کوڑے کے ڈبہ میں پھینک دیا۔ جدہ والا دوست جب جدہ واپس پہنچا تو اس نے پھر اپنے (ریاض والے) دوست کو خواب میں دیکھا اس بار وہ اچھی حالت میں تھا اس کے چہرے پر رونق تھی۔ اس نے

اپنے ہمدرد (جدو والے) دوست کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ تجھے بھی مصیبتوں سے نجات دلائے جس طرح تو نے میری پریشانی دور کرائی ہے۔ (ٹی وی کی تباہ کاریاں، صفحہ ۷)

حکایت

حیدر آباد کی ایک خاتون کا بیان ہے کہ میری پھوپھی جو کہ ہمارے ساتھ ہی رہتی ہیں اور مولانا محمد الیاس عطار قادری سے بیعت ہیں جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت مولانا صاحب ٹی وی اور وی سی آر کے سخت مخالف ہیں۔ اس لئے ان کے دل میں بھی یہ جذبہ پیدا ہوا کہ پیر صاحب کی ناپسندیدہ چیز گھر میں نہیں رہنی چاہیے۔ لہٰذا انہوں نے ٹی وی کے سب تار وغیرہ کاٹ ڈالے اور یہ سوچتے ہوئے کہ جب یہ آلہ گناہ ہے تو پھر اس کا بیچنا بھی گناہ سے کیونکر خالی ہوگا۔ لہٰذا اس کو اسٹور روم میں ڈلوا دیا۔ وہ جمعہ کا روز تھا اسی روز دوپہر کو جب میں لیٹی میری آنکھ لگ گئی اور میں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئی۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوکر فرما رہے ہیں آج میں بے حد خوش ہوں کہ تم نے میرے بہت بڑے دشمن ''ٹی وی'' کو نکال دیا ہے لہٰذا میں تمہارے گھر آیا ہوں میرا سلام محمد الیاس عطار قادری کو پہنچا دیں۔

(فیضانِ سنت، صفحہ ۴۵)

حکایت

خواتین کی آبروریزی لمحہ فکریہ کے تحت انسانی حقوق کونسل پاکستان کے سابق صدر رکن قومی اسمبلی ممتاز احمد تارڑ نے راولپنڈی پریس کلب میں ۱۹۹۵ء کے دوران پاکستان میں خواتین کے حقوق کی پامالی کی رپورٹ پیش کی اور انکشاف کیا کہ صرف ایک سال کے دوران بارہ ہزار خواتین جبری آبروریزی کا نشانہ بنیں، تھانوں میں بتیس خواتین کی بے حرمتی کی گئی، تشدد سے پانچ ہلاک ہوگئیں، زیادتی کا شکار بننے والی زیادہ خواتین کا تعلق غریب گھرانوں سے ہے۔ ہمارے ہاں اخلاقی اقدار کی پامالی ٹی وی کے ڈش پروگراموں اور پھر بلیو فلموں کی بھرمار کے باعث ہے۔ نئی نسل جب ایسی اخلاق سوز اور فحش فلمیں دیکھتی ہے تو اپنے ذہنی انتشار سے مجبور ہوکر وہ کسی بھی گھناؤنی حرکت میں ملوث ہوسکتا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت)

المیہ

ٹیلی ویژن، وی سی آر، وڈیو وغیرہ کی تباہ کاریاں اظہر من الشمس ہیں۔ ایسی حالت میں جو ٹیڈی مجتہدین جنہیں جواز کے دلائل ہاتھ میں پکڑا دیں تو پھر وہ ہمارے جیسے غریبوں کی کب سنتے ہیں بلکہ ہمیں تو وہ دقیانوسی کہہ کر منہ بھی نہیں

لگائیں گے اور وہ صرف ٹیڈی مجتہدین کو ہی عالم کہیں گے بلکہ محقق دوراں ومدقق زمان ۔(انا للہ وانا الیہ راجعون)

مانا کہ بعض صورتوں میں دور جدید کے آلات اسلامی خدمات کے کام آسکتے ہیں ۔لیکن تجربہ کرلیں کہ جدت پسند لوگ اپنی من مانی باتیں عمل میں لاکر جواز کے لئے وہی کہیں گے جو ٹیڈی مجتہدین کا اجتہاد بولے گا مثلاً کھڑے ہوکر پیشاب کرنا، کھڑے ہوکر کھانا پینا وغیرہ وغیرہ اسی لئے مفتی ہو یا مجتہد یا عام عالم دین شرعی امور کی نزاکت کو سامنے رکھ کر عوام کے خوش کرنے کا نہ سوچے بلکہ ان ڈوبنے والوں کو جہنم کی راہ دکھانے کے بجائے ان کی ناراضگی سر پر رکھ کر انہیں جہنم سے بچا کر جنت کے داخلے کا سوچے۔

سوالات وجوابات

اگرچہ ان سوالات کے جوابات کی ضرورت نہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ مؤقف ایسے حضرات کے ہیں کہ اگر جوابات نہ لکھے جائیں تو عوام ہماری خاموشی پر اُن غلط مؤقف کا سہارا لے کر اپنی غلط راہ روی میں اضافہ کریں گے اسی لئے مختصر سوالات وجوابات حاضر ہیں۔

سوال

ویڈیو، کیمرے کے ذریعے کس طرح کی کوئی تصویر نہیں بنائی جاتی بلکہ شعاعوں کے واسطہ سے ٹیلی ویژن اسکرین سے صورت بنائی جاتی ہے۔

جواب

ہر طرح سے جاندار کی تصویر ناجائز ہے خواہ وہ جس طرح بنائی جائے ہمیں صنعت سے غرض نہیں گناہ گناہ ہے وہ جس طرح سے کیا جائے۔

توضیح

یہ اجتہاد ان احادیث مبارکہ کی وعیدات سے بچنے کے لئے گھڑا گیا ہے جن میں تصویر وفوٹو کھینچنے کھچوانے کی تصریح ہے حالانکہ گفتگو صفت سے نہیں گفتگو نفس تصویر سے ہے۔ ہمارا سوال یہی ہے کہ ٹیلی ویژن، وڈیو، وی سی آر میں فوٹو نظر آرہے ہیں بالآخر یہ کس طریقہ سے بنے ہیں۔ بغیر بنائے تو ظاہر نہیں ہوئے یہ اجتہاد تو وہی ہے کہ ایک ٹیڈی مجتہد صاحب نے فرمایا کہ فوٹو اس لئے جائز ہے کہ یہ مشین کے ذریعے سے بنایا گیا ہے نہ کہ یہ حرام اس وقت ہوتا جب اسے

بنایا جاتا یا مجسمہ ہوتا سبحان اللہ کیا ہی محققانہ اجتہاد ہے۔

سوال

ٹی وی، وڈیو وغیرہ میں تصویریں نہیں بلکہ عکوس ہیں جیسے پانی میں اور آئینہ میں صورتیں نظر آتی ہیں تو انہیں کوئی بھی فوٹو یا تصویر نہیں کہتا۔

جواب

یہ اجتہاد نا معلوم سب سے پہلے کس نے گھڑا لیکن میں نے یہ اجتہاد مودودی اور اس کے چیلوں کی تحریروں میں پڑھا اب یہ اجتہاد اتنا ہمہ گیر ہو گیا ہے کہ بڑے اچھے بھلے سنی حالانکہ ہمارے علماء کرام نے مودودی کے اس اجتہاد پر کام کے برابر بھی وقعت نہ دی اس لئے کہ یہ قیاس غلط اسی لئے ہے کہ پانی اور آئینہ میں صورت غیر قار ہے (یعنی قرار نہیں مگر جگہ پاتی) اسی لئے آئی اور مٹ گئی لیکن وی سی آر، وڈیو وغیرہ میں فوٹو تصویر قار ہیں یعنی اسے دائمی قرار ہے کہ جب بھی بٹن دباؤ فوراً سامنے آجائے اس کا وجود قائم ودائم ہے مزید تحقیق فقیر کے رسالہ "اسوء التصویر" طبع جدید میں ہے۔

سوال

جن علاقوں میں کوئی گھر ٹی وی سے خالی نہ ہو اور لوگ غیر شرعی پروگرام دیکھ دیکھ کر اپنے اخلاق و کردار خراب کر رہے ہوں وغیرہ وغیرہ۔

جواب

ایسی جگہوں پر وڈیو اور ٹیلی ویژن کے استعمال کی مشروط اجازت دینی ایسی ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ جس معاشرہ میں سینما بین عام ہو اور چھوٹے بھی اپنے بڑوں کی روش پر چل کر مخرب اخلاق فلمیں دیکھ کر اپنے کردار کو خراب کر رہے ہوں۔ نہایت مناسب عمل ہوگا کہ سینما کے ذریعہ خالص دینی مذہبی علمی واخلاقی پروگرام ان تک پہنچا کر ان کے افکار ونظریات کی اصلاح کی جائے۔ اگر ہمارے محقق اس حد تک جانے کے لئے تیار ہیں تو اسٹیج پر ایکٹنگ کے جوہر دکھانے والے مقررین بمبئی وغیرہ کے فلم اسٹوڈیوز میں اداکاری کی نمائش کرنے سے باز نہ آئیں گے اور خدانخواستہ جب عالم یہاں تک پہنچے تو ان کی ایکٹنگ سے کسی اور کی کردار سازی ہو یا نہ ہو خود ان کے کردار کا عالم کیا ہوگا۔ ظاہر ہے دیگر یہ کہ آج جناب محقق ٹیلی ویژن اور ویڈیو کی تصاویر شعاعوں وغیرہ پر قیاس کر کے جائز اور اصلاحی پروگراموں کی قید لگا کر مناسب بلکہ انسب قرار دے رہے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ مسٹر مودودی نے سینما کی تصویروں کو پرچھائیں قرار دے

کر جائز اور اسلامی قیود کے ساتھ سینما کے پروگراموں کو جائز قرار دیا تھا تب اس کی ہر طرف لعن وطعن ہوئی تھی۔ آج وہی کارنامہ جناب محقق صاحب اور ان کے چند رفیق تھوڑے فرق سے انجام دے رہے ہیں۔ ٹیلی ویژن اور ویڈیو وغیرہ کا استعمال اب کسی مفتی کے جواز وعدم جواز کے حکم پر موقوف نہیں کہ لوگوں کے جائز کہہ دینے پر اس کا استعمال شروع کریں گے یا ناجائز کہہ دینے سے رک جائیں گے ہاں وہ لوگ جو ابھی تک تذبذب کرتے رہے تھے یا وہ لوگ جو ناجائز سمجھ کر استعمال کررہے تھے ان کے تائب ہونے کا امکان تھا۔ اب اس غیر ضروری تحقیق کی بناء پر شرعی گرفت سے بے حجاب ہو کر جائز سمجھ کر استعمال کریں گے جس کی شرعی ذمہ داری سے عہدہ برآہ ہونے کی جرات اگر اپنے اندر پاتے ہیں تو بے دھڑک جواز کا حکم لگائیں اور قیامت کے دن خود جواب دیں۔ اسی طرح جائز چیزوں کو دیکھنے کی اجازت دینا ایسا ہی ہے جیسے کسی سینما بین کو سینما میں دیار حبیب اور حج وغیرہ جیسی فلمیں دیکھنے کی اجازت دے دی جائے اگرچہ خانۂ خدا و گنبد خضریٰ کی تصاویر وغیرہ کو پردہ فلم پر دیکھنا ناجائز تو نہ ہوگا مگر سوء ظنی اور تہمت کے مقام سے خالی بھی نہیں۔ علاوہ ازیں اس قسم کی اجازت دینا اسراف وتبذیر کی اشیاء کی خرید واستعمال کی اجازت دینا اور عیاشی کی راہوں کو ہموار کرنا کہ ایک محتاط مفتی کی شان سے بعید ہے۔ بالفرض آپ کے فتوی سے کوئی جائز پروگرام ہی دیکھے یا صرف عمارت واشجار کے مناظر ہی دیکھنے کے لئے ٹی وی خریدے مگر اس کے دوست، احباب اور دیگر متعلقین اسی سیٹ پر جو ناجائز پروگرام دیکھیں گے اس کا شرعی وبال کس کی گردن پر ہوگا؟

مختصر یہ کہ ٹی وی، ویڈیو وغیرہ کی اس وضع ہی لہو ولعب کے لئے ہوئی ہے اور اس کا کوئی پروگرام جانداروں کی تصاویر سے خالی نہیں ہوتا اور یہ سب اسراف وتبذیر کی اشیاء ہیں اور ان کا خریدنا رکھنا یا دیکھنا جرم جرم اور اشد جرم ہے۔

نئے نئے احتمالات نکال کر ان کے جواز کی صورتیں پیدا کرنا فتنوں کا دروازہ کھولنا اور ابنائے زمانہ کی روش سے غافل ہونے کے مترادف ہے۔

یہ جواب حضرت صاحبزادہ علامہ محمد ریحان رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ہے جسے فقیر نے اپنے رسالہ کی زینت بنایا۔ خلاصہ یہ کہ یہ بھی ایک بہانہ ہے اور بہانہ سازی سے حرام شے حلال نہیں ہو جاتی اس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن مجوزین حضرات کے غصے سے ڈر لگتا ہے۔ ہمارے دور میں ایک وزیر فرمایا کرتے تھے کہ میں تھوڑا سا شراب پیتا ہوں پھر کام کرتے تھکتا نہیں ہوں تو جیسے شراب کے فوائد ومنافع جواز نہیں پیدا کر سکتے ہیں یونہی ٹیلی ویژن، وڈیو، وی سی آر کے فوائد ومنافع جواز کا سبب نہیں بن سکتے۔

سوال

ایک روایت میں ہے حضرت امام محمد بن حمزہ احادیث من البخاری کی تعلیمات میں فرماتے ہیں

وتذکرہ عن بعض الصحابہ قال السیوطی اظنہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما انہ النبی ﷺ فی النوم متذکر ھذا الحدیث من رآنی فی المنام فیسرانی فی الیقظہ رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ و الطبرانی من حدیث مالک من عبداللہ الخشعی ومن حدیث ابی بکرۃ واللہامی من حدیث ابی افتادہ وبقی یفکر فیہ ثم دخل بعض ازواج النبی ﷺ قال السیوطی اظھامیمونہ نقص علیھا قصہ قیامت وزخرزیہ ﷺ قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فنطرت فی المرہ فرایت سورہ النبی ﷺ لنفسی صورۃ النخ۔

ترجمہ : یعنی صحابہ سے یہ منقول ہے امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں میرے گمان میں یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا پھر اس حدیث کو یاد کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ عنقریب مجھے جاگتے میں دیکھے گا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی فکر میں رہے پھر ازواجِ مطہرات سرورکائنات میں سے کسی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت امام السیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میرے گمان میں ہے کہ وہ حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں اور اُن کو اپنا قصہ سنایا تو اُم المومنین نے انہیں حضور اکرم ﷺ کا آئینہ مبارک دیا۔ حضور ﷺ کے صحابی فرماتے ہیں میں نے جو آئینہ میں دیکھا تو اُس میں حضور ﷺ کی صورت مقدس (تصویر) نظر آئی مجھے اپنی شکل وصورت آئینہ میں نظر نہ آئی۔

(تنویر الحک الحاوی الفتاوی اللسیوطی، جلد۲، صفحہ۴۳۸، ۴۳۹)

اس سے ہمارے ایک دوست عزیز جواز پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آخر میں ایک روایت درج کرتا ہوں جس سے ویڈیو کی ایک صورت زمانہ بے خیر میں ثابت ہو رہی ہے جس پر آج کی یہ سائنسی ایجادیں حیرت زدہ ہیں۔

جواب

اس پر فقیر کوئی تبصرہ نہیں کرتا البتہ اتنا گزارش کہ یہ اور شرعی قاعدہ ہے کہ حضور ﷺ کی خصوصیات سے ہے اور شرعی قاعدہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ کے خصوصیات سے قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں نبی پاک ﷺ کی خصوصیت یوں ہے

کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک ﷺ کی ہر پہلو امتیازی حیثیت رکھی ہے آئینہ میں ہزاروں صورتیں ایک دوسری کو مٹا کر مرتسم ہوئی ہیں۔ اللہ نے یہاں قانون ہی بدل دیا کہ جس آئینہ میں حبیب اکرم ﷺ کی صورت مبارکہ مرتسم ہوئی ہے۔ اب ان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ صورت مٹا کر دوسری کوئی صورت لائی جائے۔ اگر مجوزین حضرات کا استدلال مان لیا جائے تو اس سے الٹا ہمارا موقف مؤید ہے وہ یہ کہ ہم کہتے ہیں ٹیلی ویژن ہو یا وی سی آر یا وڈیوان میں فوٹو مرتسم ہوتا ہے لیکن نظر نہیں آتا جب بٹن دبایا جاتا ہے تو وہ پوشیدہ صورت سامنے آجاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ٹیلی ویژن، وڈیو، وی سی آر اسلامی معاشرہ میں تباہی و بربادی مچا رہا ہے اس سے معمولی طور پر اسلامی فائدہ مدنظر جواز کا فتوی دینا معاشرہ اسلامی کو اپنے ہاتھوں خود ذبح کرنا ہے۔ ایک قاعدہ سامنے رکھئے وہ یہ کہ جو شئے اسلامی اُصول وضوابط اور اس کے مسائل ومعاشرہ کے لئے نقصان دہ ہوسکے گا۔

اس شئے کا ترک اولی ہوتا ہے مجوزین حضرات اس کے جواز اپنا اور اپنے معتقدین کا تو دل بہلا لیتے ہیں لیکن اسلامی معاشرہ خسارہ میں جا رہا ہے۔ مجوزین سوچیں کہ آپ کے جواز کا فتویٰ کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ہر سو اسلامی معاشرہ کی دھوم ہوتی لیکن معاملہ برعکس ہے۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے مدیر نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جن حالات میں وڈیو کے استعمال کی اجازت دی ہے اور ٹیلی ویژن سے مستفیض ہونے کا نظریہ پیش کیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ پوری دنیا میں مسلمان کہلانے والی حکومتوں میں بھی کہیں دور دور تک اُس کا نام ونشان نہیں ہے پھر لادینی حکومتوں اور سیکولر حکومتوں کا کیا پوچھنا۔

ہم جس ملک میں رہتے ہیں وہ سیکولر (لامذہب) ہے یہاں تو ریڈیو سے ٹاپ دار آواز میں حرام کام کا اعلان ہو رہا ہے اور ایک روپیہ میں ۳ عدد کا اعلان بالجبر ہو رہا ہے جس کو پوری فیملی سنتی ہے۔ اب یہ الگ بات ہے کہ شادی شدہ جوڑے مسکراتے ہیں اور غیر شادی شدہ لڑکے لڑکیوں کو ایک بہترین رہبر مل جاتا ہے جو حرام کاری میں ان کا ٹیچر ثابت ہوتا ہے۔ پاکستان جو ایک اسلامی ملک ہے اور خالص مذہبی نظریات کی بناء پر عالم وجود میں آیا ہے لیکن پاکستان بننے کے بعد وہاں کے لیڈروں نے جس طرح اسلام اور قوانین اسلام کی دھجیاں بکھیری ہیں وہ سب جانتے ہیں۔

کراچی میں ایک سینما گھر کا نام ہے فردوس۔ اب بتایئے کہ دوزخ کا نام فردوس جس ملک میں رکھا جا رہا ہے اور داڑھیاں صاف ہو رہی ہیں کیبرا ڈانس ہو رہا ہے، عریانیت اور بے حیائی کا سیلاب آیا ہوا ہے، زنا کاری ایک لعنت بن کر آندھی اور طوفان کی شکل اختیار کر رہی ہے وہاں ٹیلی ویژن اور ویڈیو کے صحیح استعمال کا تصور ہی محال ہے۔ ہاں اسلامی

تصور اور اسلامی نظریات کے حامل حضرات اگر حکومت کی کرسیوں پر تشریف رکھنے کے قابل ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ اُن کو وہ دن دکھائے تو البتہ ویڈیو اور ٹیلی ویژن کا صحیح اسلامی استعمال عمل میں آ سکتا۔

(ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، دسمبر ۱۹۸۵ء)

مختصر یہ کہ ٹی وی وغیرہ کی اصل وضع ہی لہو ولعب کے لئے ہوئی ہے اور اس کا کوئی پروگرام جانداروں کی تصاویر سے خالی نہیں ہوتا اور یہ سب اسراف حرام، حرام اشد حرام ہے۔ نئے نئے احتمالات نکال کر اُن کے جواز کی صورتیں پیدا کرنا فتنوں کا دروازہ کھولنا اور ابنائے زمانہ کی روش سے غافل ہونے کے مترادف ہے۔

هذا ما عندی والصواب عند اللہ تعالیٰ۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان